اشاعتِ اوّل: رمضان ۱٤٤٠ھ/ مئی ۲۰۱۹

دینی تعلیمات پر مشتمل دس مفید

# علمی و تحقیقی مضامین (پانچواں حصہ)

- اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے پیارے نام
- عیدین کی نماز کا مکمل طریقہ مع اس کے ضروری مسائل
- نمازِ جنازہ کی چار تکبیرات کا ثبوت
- نماز جنازہ میں سورتِ فاتحہ پڑھنے کا حکم
- بدگمانی کے اسباب اور ان کا حل
- ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت
- حضور اقدس ﷺ سے تراویح کا ثبوت
- گلی کوچوں میں کھڑے ہونے والے بھائیوں کے نام!!
- وضو اور غسل میں کس قدر پانی کا استعمال سنت سے ثابت ہے؟
- مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے باہر نکلنے کی سنتیں

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ وہ بغیر کسی استحقاق کے دین کی اشاعت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ الحمدللہ کہ ایک عرصے سے تحریری طور پر بھی دین کی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی رہتی ہے، جس کے نتیجے میں متعدد کتب ورسائل لکھنے کی توفیق نصیب ہوئی، اسی کے ساتھ ساتھ تحریری طور پر دینی سوالات کے جوابات دینے کا سلسلہ بھی قائم ہے، بسا اوقات یہ جوابات مقالات ومضامین کی صورت اختیار کرلیتے ہیں، زیرِ نظر کتاب درحقیقت ان تفصیلی مضامین کا پانچواں مجموعہ ہے جو مختلف سوالات کے جواب میں یا کسی اور ضرورت کے تحت لکھے گئے ہیں، ان میں نظریاتی مضامین بھی ہیں، فقہی بھی اور تحقیقی بھی۔ ان کے مابین کسی خاص ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا، اس لیے ان کے مابین کوئی خاص ربط و تعلق نہیں بلکہ ہر ایک مضمون دوسرے سے مختلف ہے، چوں کہ اس طرح کے مضامین کافی تعداد میں ہیں اس لیے اس پانچوے حصے کے بعد ان مضامین کے دیگر حصے بھی جلد مرتّب کرلیے جائیں گے ان شاء اللہ۔ اہلِ علم سے درخواست ہے کہ ان مضامین میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیرًا

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ فقیر الی اللہ

مبین الرحمٰن

رمضان المبارک 1440ھ/ مئی 2019

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

03362579499

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں سے ماخوذ
لڑکوں کے لیے خوبصورت نام

# اللہ تعالیٰ کے پیاروں
# کے پیارے نام

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

**یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیارے پیارے نام ہیں، ان ناموں کے مطابق اپنے بچوں کے نام رکھیے اور انھیں عام کیجیے:**

# لڑکوں کے نام

أبو بكر. أَبُو عُبَيْدَةَ. أبو الدَّرْداء. أبو هريرة. أَبَان. أَبْجَر. إِبْرَاهِيم.
أَبْزٰى. أَبْيَض. أَثْوَب. أَحْمَد. أَحْمَر. أَخْرَم. أَخْنَس. إِدْرِيس. أَرْبَد. أَرْقَم.
أُسَامَة. إِسْحَاق. أَسَد. أَسْعَد. أَسْفَع. أَسْقَع. أَسْلَع. أَسْلَم. أَسْماء.
إِسْمَاعِيل. أَسْمَر. أُسَيْد. أَشْرَف. أَشْعَث. أَشِيْم. أَصْيَد. أَغْلَب. أَفْلَح.
أَقْرَع. أَقْرَم. أَقْمَر. أَكْبَر. أَكْثَم. أُكَيْمَة. أُمَيَّة. أَنْجَشَة. أَنَس. أُنَيْس.
أُنَيف. أَوْس. أَوْسَط. أَوْفٰى. إِيَاد. إِياس. أَيْفَع. إِيمَاء. أَيْمَن. أَيُّوب.
بُجَيْر. بَدر. بُدَيْل. بَرَاء. بُسْر. بُسْرَة. بِشْر. بَشِير. بَصْرَة. بَعْجَة. بِلَال.
بَهْزاد. تَمَّام. تَمِيْم. ثابِت. ثَعْلَبَة. ثُمَامَة. ثَوْبَان. جَابِر. جَاهِمَة. جِبارة.
جَبَلة. جُبَيْب. جُبَيْر. جَحْدَم. جِدَار. جُذْرَة. جَرَّاح. جَرْمُوز. جَرِير.
جَعْدَة. جَعْفَر. جُلَيْبِيب. جُمْهَان. جُنَادَة. جُنْدَب. جَهْجَاه. جَهْدَمَة.
حَابِس. حاتِم. حاجِب. حارِث. حارِثَة. حَازِم. حَاطِب. حامِد. حَبَّان.
حَجَّاج. حُذَيْفة. حُذَيْم. حَسَّان. حَسَن. حُسَيْن. حُصَيْن. حَكِيم.
حَمَّاد. حَمْزَة. حُمَيْد. حَنْظَلَة. حَوْشَب. حَيَّان. خَارِجَة. خَالِد. خَبَّاب.
خَبِيب. خِدَاش. خِذَام. خُرَيْم. خُزَيْمَة. خَلَّاد. داود. دِحْيَة. دُكَيْن.
ذَكْوَان. ذُؤَيْب. رَاشِد. رَافِع. رَبَاح. رَبِيع. رَبِيعة. رُحَيل. رَزِين.
رُشَيْد. رِفَاعَة. رُكَانَة. رُوَيْفِع. زَاهِر. زُبَيْب. زُبَيْر. زُرَارَة. زُرْعَة.
زَكَرِيّا. زُهَيْر. زِيَاد. زَيْد. سَارِيَة. سَالِم. سائِب. سُحَيْم. سَخْبَرَة.

سُخْرُوْر. سِراج. سَعْد. سعيد. سُفْيَان. سلام. سَلْمان. سَلَمَة. سُلَيْك. سُلَيْل. سُلَيم. سُلَيْمَان. سِمَاك. سَمُرَة. سِنَان. سَنْبَر. سُنَيْن. سَهْل. سُهَيْل. سَوَاد. سُوَيْد. سَيْف. شافِع. شُبْرُمة. شِبْل. شَدَّاد. شَرَاحِيل. شُرَحْبِيل. شَرِيق. شَرِيك. شُعَيب. شَقْرَان. شِهاب. صالح. صامِت. صَخْر. صَفْوَان. صُهَيْب. ضَحّاك. ضِمَام. ضَمْرَة. طارق. طاهر. طُفْيل. طلحة. طَيِّب. عاصم. عاقل. عامر. عائِذ. عُبادة. عَباس. عبد الله. عبدُ الجَبَّار. عبد الرحمن. عبد العزيز. عبد القيوم. عبد المَلِك. عبد الواحد. عُبَيْدِ الله. عُبَيْد. عُبَيْدة. عِتْبَان. عَتِيق. عُثْمَان. عُجَيْر. عَدَّاء. عَدَّاس. عَدِيّ. عِرْبَاض. عَرْفَجَة. عُرْوَة. عُرَيْب. عِصَام. عُصَيْمة. عَطَاء. عَطِيَّة. عَفَّان. عُفَيْر. عُفَيْف. عَفِيف. عُقْبَة. عَقِيل. عُكَّاشَة. عَكَّاف. عِكْرَاش. عِكْرِمَة. عُلْبَة. عَلْقَمَة. عَلِيّ. عَمَّار. عُمَارَة. عُمَر. عَمْرو. عِمْرَان. عُمَيْر. عَوَّام. عَوْسَجَة. عَوْف. عُوَيم. عُوَيْمِر. عِيَاذ. عِيَاض. عيسى. عُيَيْنة. غاضِرة. غَالِب. غَرَفَة. غُضَيْف. غَنّام. غني. غَيْلان. فَاكِه. فُجَيْع. فَرْوَة. فَضَالَة. فَضْل. فُضَيل. قَارِب. قَاسِم. قَبِيصَة. قَتَادَة. قُثَمُ. قُدَامَة. قَرَظَة. قُرَّة. قَسَامَة. قُطْبَة. قَلِيب. قُهَيْد. قَيس. كَثِير. كُدَيْر. كَرِيم. كَعْب. كَيْسَان. لَبِيد. لقمان. مَازِن. مَاعِز. مَالِك. مُبَشِّر. مُجَاشِع. مُجَذَّر. مُجَزِّز. مُحَسِّن. مُحصِن. مُحَلِّم. مُحَمَّد. مَحْمُود. مُحَيْصة. مختار. مَخْرَمة. مِخْنَف. مُدْرَك. مِرَارَة. مَرْثَد. مَرْوان. مُسْتَوْرِد. مُسْرِع. مِسْطَح. مسعود. مُسْلِم. مَسْلَمَة. مِسْوَر. مِشْرَح. مُصْعَب. مُطِيع. مُعَاذ. مُعَاوِيَة. مَعْبَد. مُعْتَمِر. مَعْدَان. مَعْقِل. مُعَوَّذ. مُعَيْقِيب. مُغِيث.

مُغِيرَة. مِقْدَاد. مِلْحَان. مُنْبَعِث. مُنَبِّه. مُنْذِر. مَنْصُور. منظور. مُنْكَدِر. مِنْهَال. مُنِيب. مهاجر. مِهْرَان. موسى. مَيْسَرَة. ميمون. نابِغَة. نَابِل. نَاجِيَة. نافع. نذير. نَصر. نُصَير. نَضر. نعمان. نُعَيْم. نُعَيْمان. نُمَير. نوح. نوفَل. هاشم. هِشَام. هِلال. هَمّام. واثِلة. واسِع. واقِد. وائِل. وَدان. وَقّاص. وَهب. ياسِر. يامِين. يَحْيَي. يعقوب. يوسف. يونُس. (أسد الغابة لابن الأثير)

بندہ مبین الرحمٰن
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

عیدین کی نماز کے بنیادی مسائل سمجھنے کے لیے ایک عام فہم رسالہ

# عیدین کی نماز کا مکمل طریقہ
# مع اس کے ضروری مسائل

## مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

## عیدین کی نماز کا حکم اور اس کی رکعات کی تعداد:

عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز واجب ہے اور اس کی دو رکعات ہیں۔(رد المحتار)

## عیدین کی نماز کا وقت:

- سورج نکلنے کے بعد جب اشراق کا وقت ہو جائے تو عیدین کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے، جو کہ زوال سے پہلے تک رہتا ہے، اس دوران کسی بھی وقت عیدین کی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز عید الفطر کی نماز کے مقابلے میں جلدی ادا کی جائے تاکہ لوگ نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد سہولت کے ساتھ قربانی کر سکیں، اس میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قربانی کرنے والے حضرات جو عید کے دن اپنی قربانی کے جانور سے کھانے کی ابتدا کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی جلدی سے قربانی سے فارغ ہو کر سہولت سے اس مستحب پر عمل کر سکیں گے۔
- عید الفطر کی نماز اگر شدید عذر کی وجہ سے عید کے پہلے دن زوال سے پہلے تک ادا نہیں کی گئی تو ایسی صورت میں عید کے دوسرے دن اشراق کے وقت سے لے کر زوال سے پہلے تک عید الفطر کی نماز ادا کی جاسکتی ہے، اور اگر دوسرے دن بھی ادا نہ کی جاسکی تو پھر اس کے بعد ادا کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر کسی عذر کے بغیر عید کے پہلے دن نماز ادا نہ کی جاسکی تو ایسی صورت میں عید کے دوسرے دن ادا نہیں کی جاسکتی، ایسی صورت میں توبہ اور استغفار کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- عید الاضحیٰ کی نماز میں افضل تو یہی ہے کہ پہلے دن ادا کرلی جائے، البتہ یہ نماز عید کے تیسرے دن تک ادا کی جاسکتی ہے کہ اشراق کے وقت سے لے کر زوال تک کسی بھی وقت ادا کرلی جائے، البتہ بلا عذر اس قدر مؤخر کرنا مکروہ ہے۔(فتاویٰ ہندیہ)

جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ من حِينِ تَبْيَضُّ الشَّمْسُ إلَى أَنْ تَزُولَ كَذَا في «السِّرَاجِيَّةِ» وَكَذَا في «التَّبْيِينِ»، وَالْأَفْضَلُ أَنْ يُعَجِّلَ الْأَضْحَى وَيُؤَخِّرَ الْفِطْرُ، كَذَا في «الْخُلَاصَةِ» ... وَتُؤَخَّرُ صَلَاةُ عِيدِ الْفِطْرِ إلَى الْغَدِ إذَا مَنَعَهُمْ من إقَامَتِهَا عُذْرٌ بِأَنْ غُمَّ عليهم الْهِلَالُ وَشُهِدَ عِنْدَ الْإِمَامِ بَعْدَ الزَّوَالِ أو قَبْلَهُ بِحَيْثُ لَا يُمْكِنُ جَمْعُ الناس قبل الزَّوَالِ أو صَلَّاهَا في يَوْمِ غَيْمٍ فَظَهَرَ أنها وَقَعَتْ بَعْدَ

الزَّوَالِ وَلَا تُؤَخَّرُ إلَى بَعْدِ الْغَدِ وَالْإِمَامُ لو صَلَّاهَا مع الْجَمَاعَةِ وَفَاتَتْ بَعْضَ الناس لَا يَقْضِيهَا من فَاتَتْهُ خَرَجَ الْوَقْتُ أو لم يَخْرُجْ هَكَذَا في التَّبْيِينِ وإذا حَدَثَ عُذْرٌ يَمْنَعُ من الصَّلَاةِ في يَوْمِ الْأَضْحَى صَلَّاهَا من الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ وَلَا يُصَلِّيهَا بَعْدَ ذلك كَذَا في الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ ثُمَّ الْعُذْرُ هَهُنَا لِنَفْيِ الْكَرَاهَةِ حتى لو أَخَّرُوهَا إلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ من غَيْرِ عُذْرٍ جَازَتْ الصَّلَاةُ وقد أَسَاءُوا وفي الْفِطْرِ لِلْجَوَازِ حتى لو أَخَّرُوهَا إلَى الْغَدِ من غَيْرِ عُذْرٍ لَا يَجُوزُ هَكَذَا في التَّبْيِينِ وَوَقْتُهَا من الْغَدِ كَوَقْتِهَا من الْيَوْمِ الْأَوَّلِ كَذَا في التَّتَارْخَانِيَّة... (الْبَابُ السَّابِعَ عَشَرَ في صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ)

## عیدین نماز کے لیے اذان و اقامت کا حکم:

عیدین کی نماز اذان اور اقامت کے بغیر پڑھی جاتی ہے، کیوں کہ صرف پنج وقتہ باجماعت نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لیے اذان اور اقامت سنتِ مؤکدہ ہے، ان کے علاوہ سنتوں، نوافل، وتر، تراویح، عیدین، نمازِ جنازہ، نمازِ استسقا، چاند گرہن اور سورج گرہن کی نماز اور اسی طرح کسی بھی نماز کے لیے اذان و اقامت کا حکم نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ)

جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

الْأَذَانُ سُنَّةٌ لِأَدَاءِ الْمَكْتُوبَاتِ بِالْجَمَاعَةِ كَذَا في «فَتَاوَى قَاضِي خَانْ»، وَقِيلَ: إنَّهُ وَاجِبٌ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ كَذَا في «الْكَافِي»، وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ هَكَذَا في «الْمُحِيطِ»، وَالْإِقَامَةُ مِثْلُ الْأَذَانِ في كَوْنِهِ سُنَّةً لِلْفَرَائِضِ فَقَطْ كَذَا في «الْبَحْرِ الرَّائِقِ»، وَلَيْسَ لِغَيْرِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْجُمُعَةِ نَحْوِ السُّنَنِ وَالْوِتْرِ وَالتَّطَوُّعَاتِ وَالتَّرَاوِيحِ وَالْعِيدَيْنِ أَذَانٌ وَلَا إقَامَةٌ كَذَا في «الْمُحِيطِ»، وَكَذَا لِلْمَنْذُورَةِ وَصَلَاةِ الْجِنَازَةِ وَالِاسْتِسْقَاءِ وَالضُّحَى وَالْإِفْزَاعِ هَكَذَا في «التَّبْيِينِ» وَكَذَا لِصَلَاةِ الْكُسُوفِ وَالْخُسُوفِ كَذَا في «الْعَيْنِيِّ شَرْحِ الْكَنْزِ».

## عیدین کی نماز میں قیام کا حکم:

عیدین کی نماز میں قیام فرض ہے کہ کسی مجبوری کے بغیر بیٹھ کر عیدین کی نماز ادا کرنا جائز نہیں۔
(رد المحتار، عمدۃ الفقہ وغیرہ)

## ثنا، اعوذ باللہ اور بسم اللہ کس کس رکعت میں پڑھنی ہے؟

ہر نماز کی پہلی رکعت کے شروع میں ثنا، تعوُّذ اور بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، جبکہ دوسری رکعت میں سورتِ فاتحہ سے پہلے صرف بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، البتہ مقتدی کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ پہلی رکعت کے شروع میں صرف ثنا پڑھے گا، جبکہ دوسری رکعت کے شروع میں کچھ بھی نہیں پڑھے گا۔ (رد المحتار)

## فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے کا حکم:

عیدین کی دونوں رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھنا واجب ہے۔ (رد المحتار کتاب الصلاۃ)

## سورتِ فاتحہ کے بعد سورت ملانے کی تفصیل:

سورتِ فاتحہ کے بعد سورت ملانے کی تفصیل یہ ہے کہ یا تو کوئی بھی سورت ملالی جائے، یا کم از کم تین چھوٹی آیتیں، یا ایک یا دو ایسی آیات جو تیس حروف کے برابر ہوں وہ مِلالی جائیں۔ یہ تو کم از کم مقدار ہے، جس سے نماز درست ہوسکے گی۔ (رد المحتار)

## عیدین کی نماز کی مستحب قرأت:

عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں سورت الاعلیٰ جبکہ دوسری رکعت میں سورت الغاشیہ پڑھنا مستحب ہے کیوں کہ حضور ﷺ سے عیدین کی نماز میں ان سورتوں کی قرأت ثابت ہے، جیسا کہ مسند احمد میں ہے:

٢٠٠٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ وَحَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْبَدَ بْنَ خَالِدٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ«سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» وَ«هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ».

البتہ یہ واضح رہے کہ کبھی کبھار ان کے علاوہ دیگر سورتیں بھی پڑھنی چاہیے تاکہ لوگ ان سورتوں کو عیدین کے لیے لازم نہ سمجھ لیں۔

## عیدین کی نماز کا طریقہ:

عیدین کی نماز بھی بنیادی طور پر عام دو رکعات نماز ہی کی طرح ہے، کہ عام نماز کی طرح عید کی نماز میں بھی فرائض، واجبات اور سنتوں کی رعایت کی جائے گی۔ البتہ عید کی نماز میں صرف چھ زائد واجب تکبیرات ہیں، جن میں سے تین تکبیرات پہلی رکعت میں ثنا یعنی ’’سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ‘‘ کے بعد کہی جاتی ہیں جبکہ باقی تین تکبیرات دوسری رکعت میں رکوع میں جانے سے پہلے کہی جاتی ہیں۔

## عیدین کی نماز کے لیے نیت:

عیدین کی نماز شروع کرنے سے پہلے نیت کرے کہ میں چھ زائد تکبیروں کے ساتھ عید کی دو رکعت واجب نماز ادا کرتا ہوں۔ البتہ مقتدی امام کی اقتدا کی بھی نیت کرے کہ امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہوں۔ نیت در حقیقت دل کے ارادے اور عزم کا نام ہے، اس لیے دل میں نیت کرلینا کافی ہے، زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں البتہ اگر کوئی زبان سے بھی نیت کرلے تب بھی درست ہے۔

نیت کرنے کے بعد سنت کے مطابق کانوں تک ہاتھ اٹھاکر تکبیرِ تحریمہ کہے اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے۔ اس کے بعد امام اور مقتدی دونوں ثنا پڑھیں۔ ثنا کے بعد تین زائد تکبیریں کہی جائیں گی۔

## عید کی تین زائد تکبیرات ادا کرنے کا طریقہ:

عید کی تین زائد تکبیرات ادا کرتے وقت پہلی اور دوسری تکبیر کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھاکر چھوڑ دیے جائیں گے، البتہ تیسری تکبیر کہنے کے بعد ہاتھ باندھ لیے جائیں گے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

- کانوں تک ہاتھ اٹھاکر پہلی تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔
- پھر کانوں تک ہاتھ اٹھاکر دوسری تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔
- پھر کانوں تک ہاتھ اٹھاکر تیسری تکبیر کہے اور اس کے بعد ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے۔

مسئلہ: تین زائد تکبیریں ادا کرتے وقت ان کے مابین تین تسبیحات کے بقدر وقفہ کرنا بہتر ہے، لیکن اگر اس سے کم وقفہ کیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ (البحر الرائق، بدائع الصنائع، رد المحتار مع الدر المختار)

اس کے بعد امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر عام نمازوں کی طرح سورتِ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سورت پڑھ کر رکوع اور دو سجدے کرکے پہلی رکعت مکمل کرلے۔

### ❖ دوسری رکعت ادا کرنے کا طریقہ:

دوسری رکعت کے لیے اٹھنے کے بعد امام بسم اللہ، پھر سورتِ فاتحہ پھر کوئی سورت پڑھے گا، اس کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین زائد تکبیریں ادا کی جائیں گی، جس کا طریقہ پہلی رکعت کی طرح ہے کہ ہر تکبیر کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھنے کی بجائے چھوڑ دیے جائیں گے، تیسری تکبیر کہنے کے بعد رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں گے۔ پھر اس کے بعد بقیہ نماز پوری کرلینی ہے۔

## مقتدی اگر تکبیرات ادا ہوجانے کے بعد نماز کے لیے پہنچے تو اس کا حکم:

مقتدی اگر عید کی نماز کے لیے تکبیرات ادا ہوجانے کے بعد پہنچے تو اس کی متعدد صورتیں ہیں، ہر ایک کا حکم درج ذیل ہے:

- اگر کوئی شخص عید کی نماز کے لیے ایسے وقت میں پہنچا کہ امام عید کی تکبیرات کہہ کر قرآت شروع کرچکا تھا، تو اس صورت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنے کے بعد فورًا تین تکبیرات کہہ لے، اس کے بعد امام کی قرآت خاموشی سے سنے۔
- اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں اس وقت پہنچا کہ امام رکوع میں جاچکا تھا، تو اگر اس کو یہ غالب گمان ہو کہ میں قیام یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں ہی تین تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوجاؤں گا، تو نیت باندھنے کے بعد قیام کی حالت میں تین تکبیرات کہہ کر رکوع میں شامل ہوجائے۔ اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر میں قیام کی حالت میں تین تکبیرات کہنے لگ گیا تو امام رکوع سے اٹھ جائے گا، تو ایسی صورت میں نیت باندھنے کے بعد سیدھا رکوع میں چلا جائے اور رکوع ہی میں ہاتھ اٹھائے بغیر تینوں تکبیرات کہہ لے اور رکوع کی تسبیحات بھی پڑھے، البتہ اگر تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ ہو تو صرف عید کی تکبیرات ہی کہہ لے۔

اگر رکوع میں تین تکبیرات کہنے سے پہلے ہی امام رکوع سے اٹھ جائے تو یہ مقتدی بھی کھڑا ہو جائے، اور جو تکبیرات رہ گئی ہیں وہ معاف ہے۔(فتاویٰ عالمگیریہ، فتح القدیر، ردالمحتار)

- اگر کوئی شخص ایسے وقت میں نماز میں شریک ہوا کہ امام پہلی رکعت کے رکوع سے اٹھ چکا تھا، یا دوسری رکعت شروع کر چکا تھا، تو اب چوں کہ یہ رکعت نکل چکی ہے اس لیے تکبیرات کہنے کا وقت نہیں رہا بلکہ ایسی صورت میں یہ شخص امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پوری کرے گا تو اس میں یہ تکبیرات کہے گا۔

امام کے سلام کے بعد یہ پہلی رکعت ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ثناء پڑھے، پھر اعوذ باللہ، پھر بسم اللہ، پھر سورۃ الفاتحہ، اور پھر کوئی سورت ملائے اور پھر رکوع میں جانے سے پہلے عید کی تین زائد تکبیرات کہہ لے، جس کا طریقہ وہی ہے جو دوسری رکعت میں رکوع سے قبل تکبیرات ادا کرنے کا ہے۔ لیکن اگر عید کی یہ زائد تکبیرات ثناء کے بعد قرات سے پہلے ہی کہہ لے تب بھی درست ہے۔

- اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں ایسے وقت میں پہنچا جب امام عید کی تکبیرات کہہ کر رکوع میں جا چکا تھا، تو اس صورت میں بھی پہلی رکعت کی طرح عمل کرے کہ اگر اس کو یہ غالب گمان ہو کہ میں قیام یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں ہی تین تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جاؤں گا، تو نیت باندھنے کے بعد قیام کی حالت میں تین تکبیرات کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے۔ اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر قیام کی حالت میں تین تکبیرات کہنے لگ گیا تو امام رکوع سے اٹھ جائے گا، تو ایسی صورت میں نیت باندھنے کے بعد سیدھا رکوع میں چلا جائے اور ہاتھ اٹھائے بغیر تینوں تکبیرات کہہ لے اور رکوع کی تسبیحات بھی پڑھے، البتہ اگر تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ ہو تو صرف عید کی تکبیرات ہی کہہ لے۔

اور اگر رکوع میں تین تکبیرات کہنے سے پہلے ہی امام رکوع سے اٹھ جائے تو یہ مقتدی بھی کھڑا ہو جائے، اور جو تکبیرات رہ گئی ہیں وہ معاف ہے۔ اس صورت میں امام کے سلام کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پوری کرے گا تو اس کا طریقہ وہی ہے جو نمبر 3 میں بیان ہوا۔

- اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت میں پہنچا کہ امام دوسری رکعت کے رکوع سے اٹھ چکا تھا یعنی اس سے عید کی دونوں رکعتیں نکل چکی تھیں، تو وہ امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد عید کی یہ دونوں رکعتیں ادا کرے، جس کو ادا کرنے کا طریقہ وہی ہے جو عید کی نماز کا ہے، یعنی پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تین تکبیرات کہے گا، پھر اس کے بعد قرآت کرلے، اور دوسری رکعت میں قرآت کے بعد اور رکوع سے پہلے تین تکبیرات کہے گا۔
- اگر کوئی شخص ایسے وقت میں نماز کے لیے پہنچا کہ امام آخری قعدے میں تھا تو مقتدی کو چاہیے کہ نیت باندھ کر جماعت میں شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعتیں ادا کرے، جس کا طریقہ وہی ہے جو عید کی نماز کا ہے۔

(ردالمحتار، فتاویٰ عالمگیری، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب، ودیگر کتب فقہ)

## سکون واطمینان سے خطبہ سننے اور اس دوران خاموش رہنے کا حکم:

جب خطبہ دیا جا رہا ہو تو وہاں موجود حضرات کے لیے اس وقت خاموش رہنا اور اس کو سننا واجب ہے، اس دوران بات چیت کرنا، ذکر و تلاوت کرنا یا اس طرح کسی اور دینی یا دنیوی کام میں مشغول ہونا ناجائز ہے، خطبہ چاہے جمعہ کا ہو، عید کا ہو، حج کا ہو، نکاح کا ہو یا کوئی اور خطبہ ہو؛ سب کا یہی حکم ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید یا جمعے کے خطبے کے دوران چندہ جمع کرنا اور چندہ دینا دونوں گناہ ہیں۔

(البحرالرائق، ردالمحتار، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام)

## عیدین کی نماز کے بعد دعا کا شرعی حکم:

عیدین کی نماز کے بعد بھی دعا کرنا جائز بلکہ مستحب ہے، اس کو بھی شرعی حدود میں رکھنا چاہیے، اس کو ضروری سمجھنا اور دعا نہ کرنے والے کو ملامت کرنا ہرگز درست نہیں، البتہ عیدین میں دعا کرتے وقت یہ واضح رہے کہ بہتر اور مناسب یہ ہے کہ خطبے کی بجائے عید کی نماز کے بعد دعا کی جائے، اسی پر حضرات اکابر کا معمول چلا آرہا ہے۔ (امدادالفتاویٰ، امدادالمفتین، امدادالاحکام، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فتاویٰ محمودیہ)

## عیدین کی نماز سے پہلے اور ان کے بعد نفل ادا کرنے کا حکم:

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید کی نماز سے پہلے کوئی بھی نفل نماز (چاہے اشراق ہو، چاشت ہو یا عام نفل نماز) ادا کرنا جائز نہیں، چاہے گھر میں ہو، مسجد میں ہو یا عید گاہ میں، البتہ عید کی نماز ادا کر لینے کے بعد مسجد یا عید گاہ میں تو نفل نماز ادا کرنا جائز نہیں، لیکن گھر آکر ادا کرنا جائز ہے چاہے اشراق ہو، چاشت ہو یا عام نفل نماز۔(رد المحتار، عمدۃ الفقہ)

مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

10 رمضان المبارک 1440ھ/16 مئی 2019

مذہبِ احناف سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ کیجیے!!

# نمازِ جنازہ
# کی چار تکبیرات کا ثبوت

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

## نماز جنازہ کی چار تکبیرات کا ثبوت :

نمازِ جنازہ کی چار تکبیرات ہیں ، جو کہ صحیح احادیث میں حضور ﷺ سے ثابت ہیں اور حضرات صحابہ کرام کا اس پر اتفاق بھی منقول ہے:

پہلی دلیل: صحیح البخاری میں ہے کہ :

بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا، وَقَالَ حُمَيْدٌ: صَلَّى بِنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ سَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ-

۱۳۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَن ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ-

امام بخاری رحمہ اللہ نے نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہونے سے متعلق عنوان قائم کیا ہے جس کے تحت ایک تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل ذکر فرمایا کہ انھوں نے نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات کہیں اور پھر حدیث ذکر فرمائی کہ حضور ﷺ نے نجاشی حاکم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں چار تکبیرات کہیں۔

نجاشی حاکم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں حضور ﷺ کے چار تکبیرات کہنے کا ذکر احادیث کی متعدد کتب میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

- صحیح مسلم میں ہے:

۲۲۴۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِىَ فِى الْيَوْمِ الَّذِى مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

۱۱۵۳۶- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَّاشِي فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

۱۱۵۳۷- حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى

الْبَقِيعِ فَصَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

١١٥٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابه إِلَى الْبَقِيعِ، فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

- سنن الترمذی میں ہے:

١٠٢٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

وَفِي البَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ أَبِي أَوْفَى، وَجَابِرٍ، وَيَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَنَسٍ.

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: يَرَوْنَ التَّكْبِيرَ عَلَى الجَنَازَةِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

امام ترمذی رحمہ اللہ یہ حدیث ذکر فرمانے کے بعد اسے حسن صحیح قرار دیتے ہیں، اور یہ فرماتے ہیں کہ انھی چار تکبیرات پر جمہور صحابہ وتابعین کا عمل ہے، اور یہی مذہب امام سفیان ثوری، امام مالک بن انس، امام عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا بھی ہے۔

حضرت نجاشی حاکم رضی اللہ عنہ کے اس واقعے سے نمازِ جنازہ کی چار تکبیرات بخوبی ثابت ہوتی ہیں۔ جہاں تک اس شبہ کا تعلق ہے کہ اس تو غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت بھی ہوتا ہے، جس کے احناف قائل نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ احناف کے نزدیک غائبانہ نمازِ جنازہ اس لیے جائز نہیں کہ نمازِ جنازہ درست ہونے کے لیے سامنے میت کا موجود ہونا ضروری ہے، اور حضرت نجاشی کے اس واقعہ سے متعلق احناف کا موقف یہ ہے کہ یا تو یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی اور یا یہ غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں تھا کیوں کہ اللہ تعالی نے معجزاتی طور پر حضور ﷺ کے سامنے سے تمام حجابات ہٹادیے

تھے اور حضور ﷺ بلکہ حضرات صحابہ کو بھی حضرت نجاشی کی میت سامنے نظر آرہی تھی، جیسا کہ ذیل کی روایت میں اس کا ذکر ہے:

○ صحیح ابن حبان میں ہے:

٣١٠٢ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: «أَنْبَأَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، أَنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ تُوُفِّيَ، فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَصَفُّوا خَلْفَهُ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَهُمْ لَا يَظُنُّونَ إِلَّا أَنَّ جَنَازَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ».

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے، ان کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں، چنانچہ حضور ﷺ آگے بڑھے اور صحابہ ان کی اقتدا میں کھڑے ہوئے، تو حضور ﷺ نے چار تکبیرات کہیں، اور صحابہ کو یہی خیال رہا کہ جنازہ ان کے سامنے موجود ہے۔

دوسری دلیل: مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

١١٥٣٤- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرِ امْرَأَةٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

١١٥٣٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرِ امْرَأَةٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک خاتون کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیرات کہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ سے حضرات صحابہ کرام کے قولی اور عملی طور پر نمازِ جنازہ کی چار تکبیرات کا ثبوت:

## تیسری دلیل: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثبوت:

١١٥٣٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ووَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى قَالَ: مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا عُمَرُ أَرْبَعًا، ثُمَّ سَأَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يُدْخِلُهَا قَبْرَهَا؟ فَقُلْنَ: مَنْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فِي حَيَاتِهَا.

ترجمہ: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا جب انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات کہیں۔

## چوتھی دلیل: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثبوت:

١١٥٤٠- حَدَّثنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَلْعٍ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: قُبِضَ عَلِيٌّ وَهُوَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا.

١١٥٤١- حَدَّثنَا حَفْصٌ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: صَلَّيْت خَلْفَ عَلِيٍّ عَلَى يَزِيدَ بْنِ الْمُكَفِّفِ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

ترجمہ: امام عمیر بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی تو انھوں نے چار تکبیرات کہیں۔

## پانچویں دلیل: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثبوت:

١١٥٤٤- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ وَشُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: التَّكْبِيرُ عَلَى الْجَنَائِزِ أَرْبَعُ تَكْبِيرَاتٍ بِتَكْبِيرِ الْخُرُوجِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات ہیں۔

**چھٹی دلیل: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ثبوت:**

١١٥٤٥- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنَ، قَالَ: صَلَّيْت خَلْفَ الْبَرَاءِ عَلَى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

ترجمہ: امام مہاجر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی تو انھوں نے چار تکبیرات کہیں۔

**ساتویں دلیل: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ثبوت:**

١١٥٤٦- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ، فَقَالَ: أَرْبَعًا، فَقُلْت: اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ سَوَاءٌ؟ قَالَ: فَقَالَ: اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ سَوَاءٌ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر سے پوچھا گیا کہ نمازِ جنازہ میں کتنی تکبیرات ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ چار ہیں چاہے دن ہو یا رات۔

**آٹھویں دلیل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثبوت:**

١١٥٤٧- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: شَهِدْت ابْنَ عَبَّاسٍ كَبَّرَ عَلَى جِنَازَةٍ أَرْبَعًا.

ترجمہ: حضرت زید بن طلحہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی تو انھوں نے چار تکبیرات کہیں۔

**نویں دلیل: حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ثبوت:**

١١٥٤٨- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَبَّرَ أَرْبَعًا وَأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَبَّرَ أَرْبَعًا.

ترجمہ: حضرت ثابت بن عبید فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ

میں چار تکبیرات کہیں۔

**دسویں دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت:**

١١٥٤٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَبِي العَنَبَسِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْت خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا.

**گیارہویں دلیل: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ثبوت:**

١١٥٥٠- حَدَّثَنَا حَفْصُ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ الْحَارِثِ أَبِي رَوْقٍ، عَنْ مَوْلًى لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَّى عَلَى علي فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

**بارہویں دلیل: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثبوت:**

١١٥٥١- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لاَ يَزِيدُ عَلَى أَرْبَعِ تَكْبِيرَاتٍ عَلَى الْمَيِّتِ.

١١٥٥٢- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِثْلَهُ.

**تیرہویں دلیل: حضرت واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے ثبوت:**

١١٥٦٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُهَاجِر قَالَ: صَليتُ خَلفَ وَاثِلَةَ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

**چودہویں دلیل: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ثبوت:**

١١٥٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْهَجَرِيِّ قَالَ: صَلَّيْت مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى عَلَى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا، ثُمَّ قَامَ هُنَيْهَةً حَتَّى ظَنَنْت أَنَّهُ يُكَبِّرُ خَمْسًا، ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ: أَكُنْتُمْ تُرَوْنَ أَنِّي أُكَبِّرُ خَمْسًا إِنَّمَا قُمْت كَمَا رَأَيْت رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ.

**پندرہویں دلیل: حضرت سوید بن غفلۃ سے ثبوت:**

١١٥٦٣- حَدَّثَنَا جعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي الْخَصِيبِ أَنَّ سُوَيْدًا صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

**سولہویں دلیل: امام محمد بن الحنفیہ تابعی سے ثبوت:**

١١٥٥٦- حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي عَطَاءٍ قَالَ: شَهِدْت وَفَاةَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَلاَهُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

**سترہویں دلیل: امام ابن مجلز تابعی سے ثبوت:**

١١٥٥٧- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الْجِنَازَةِ أَرْبَعًا.

**اٹھارہویں دلیل: امام ابراہیم نخعی تابعی سے ثبوت:**

١١٥٥٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُمَيْعٍ قَالَ: رَأَيْتُ إبْرَاهِيمَ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

**انیسویں دلیل: حضرت قیس بن ابی حازم سے ثبوت:**

١١٥٦٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: صَلَّيْت خَلْفَ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَلَى جِنَازَةٍ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

**بیسویں دلیل: نمازِ جنازہ کی چار تکبیرات پر حضرات صحابہ کرام کا اتفاق:**

حضور ﷺ کے عہد مبارک میں نماز جنازہ میں پانچ، سات، چھ اور چار تکبیرات کہنے کا رواج رہا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں انھوں نے حضرات صحابہ کرام کو جمع فرمایا تو تکبیرات کی تعداد سے متعلق یہ مختلف صورتحال سامنے آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب کو چار

تکبیرات پر جمع فرمایا اور اس پر صحابہ کرام کا اتفاق ہو گیا، ملاحظہ فرمائیں:

۱: السنن الکبری للبیہقی میں ہے:

٧١٩٧- عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانُوا يُكَبِّرُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعًا، وَخَمْسًا، وَسِتًّا أَوْ قَالَ: أَرْبَعًا فَجَمَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَ كُلُّ رَجُلٍ بِمَا رَأَى فَجَمَعَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى أَرْبَعِ تَكْبِيرَاتٍ كَأَطْوَلِ الصَّلاَةِ.

{ت} وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ فَقَالَ: أَرْبَعًا مَكَانَ سِتًّا وَفِيمَا رَوَى وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ إِيَاسٍ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ فَأَجْمَعُوا أَنَّ التَّكْبِيرَ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعٌ.

ترجمہ: حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے عہد مبارک میں نمازِ جنازہ میں سات، پانچ، چھ اور چار تکبیرات کہنے کا رواج تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں حضرات صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور متعدد آرا سامنے آنے کے بعد حضرت عمر نے سب کو چار تکبیرات پر جمع فرمایا۔

اور حضرات ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام حضرت ابو مسعود انصاری کے گھر میں جمع ہوئے اور انھوں نے نماز جنازہ کی چار تکبیرات پر اتفاق کیا۔

۲: مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

١١٥٦٤- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ فَاسْتَشَارَهُمْ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: كَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَمْسًا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَبَّرَ سَبْعًا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَبَّرَ أَرْبَعًا، قَالَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَرْبَعِ تَكْبِيرَاتٍ كَأَطْوَلِ الصَّلاَةِ.

١١٥٦٥- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ إِبْرَاهِيمُ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ ، ثُمَّ اتَّفَقُوا بَعْدُ عَلَى أَرْبَعِ تَكْبِيرَاتٍ.

۳: مصنف عبد الرزاق میں ہے:

٦٣٩٥- عبد الرزاق عن الثوري عن عامر بن شقيق عن أبي وائل قال كانوا يكبرون في زمن النبي ﷺ سبعا وخمسا وأربعا حتى كان زمن عمر فجمعهم فسالهم فأخبرهم كل رجل منهم بما رأى فجمعهم على أربع تكبيرات كأطول الصلاة يعني الظهر-

۴: مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

١١٥٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سُئِلَ عَبْدُ اللهِ عَنِ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَائِزِ، فَقَالَ: كُلُّ ذَلِكَ قَدْ صُنِعَ وَرَأَيْت النَّاسَ قَدْ أَجْمَعُوا عَلَى أَرْبَعٍ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نماز جنازہ میں کتنی تکبیرات ہیں؟ تو نھوں نے فرمایا کہ پہلے تو ہر طرح عمل ہوتا رہا پھر صحابہ نے چار تکبیرات پر اتفاق کرلیا۔

۵: مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

١١٥٦١- حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْعَلاَءِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ كُلٌّ قَدْ فَعَلَ فَقَالُوا: فتعالوا نَجْتَمِعُ عَلَى أَمْرٍ يَأْخُذُ بِهِ مَنْ بَعْدَنَا فَكَبَّرُوا عَلَى الْجِنَازَةِ أَرْبَعًا.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلے تو ہر طرح سے عمل ہوتا رہا، پھر صحابہ نے سوچا کہ اجتماعی طور پر کسی بات پر اتفاق کرلیتے ہیں تاکہ بعد والے اسی پر عمل کریں، تو انھوں نے چار تکبیرات پر اتفاق کیا۔

## اکیسویں دلیل: نماز جنازہ کی تکبیرات سے متعلق حضور ﷺ کا آخری عمل:

○ ا التلخیص الحبیر میں ہے:

وَأَمَّا اتِّفَاقُ الصَّحَابَةِ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ سَمِعْت سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ إنَّ عُمَرَ قال كل ذلك قد كَانَ أَرْبَعًا وَخَمْسًا فَاجْتَمَعْنَا عَلَى أَرْبَعٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ شُعْبَة وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ أَيْضًا عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانُوا يُكَبِّرُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَلَّمَ أَرْبَعًا وَخَمْسًا وَسِتًّا وَسَبْعًا فَجَمَعَ عُمَرُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ بِمَا رَأَى فَجَمَعَهُمْ عُمَرُ عَلَى أَرْبَع تَكْبِيرَاتٍ

وَمِنْ طَرِيقِ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِ أَبِي مَسْعُودٍ فَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ التَّكْبِيرَ عَلَى الْجِنَازَةِ أَرْبَعٌ وَرَوَى بِسَنَدِهِ إِلَى الشَّعْبِيِّ صَلَّى ابْنُ عُمَرَ عَلَى زَيْدِ بْنِ عُمَرَ وَأُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَخَلْفَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ الْحَنَفِيَّةِ بْنُ عَلِيٍّ.

قَالَ وَمِمَّنْ رَوَيْنَا عَنْهُ الْأَرْبَعُ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَغَيْرُهُمْ وَرَوَى ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الِاسْتِذْكَارِ مِنْ طَرِيقِ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ عَلَى الْجَنَائِزِ أَرْبَعًا وَخَمْسًا وَسَبْعًا وَثَمَانِيًا حَتَّى جَاءَ مَوْتُ النَّجَاشِيِّ فَخَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى وَصَفَّ النَّاسَ وَرَاءَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، ثُمَّ ثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَرْبَعٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ-

○ الاستذکار میں ہے:

وقد حدثنا عبد الوارث بن سفيان قال حدثنا قاسم بن أصبغ قال حدثنا محمد بن وضاح قال حدثنا عبد الرحيم بن إبراهيم دحيم قال حدثنا مروان بن معاوية الفزاري قال حدثنا عبد الله بن الحارث عن أبي بكر بن سليمان بن أبي خيثمة عن أبيه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يكبر على الجنائز أربعا وخمسا وستا وسبعا وثمانيا حتى جاء موت النجاشي فخرج إلى المصلى فصف الناس وراءه وكبر عليه أربعا ثم ثبت النبي ﷺ على أربع حتى توفاه الله عز وجل-

*ان دونوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نماز جنازہ میں چار، پانچ، چھ اور سات تک تکبیرات کہتے تھے، پھر حضرت نجاشی کی وفات ہوئی تو ان کی نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہیں، پھر اپنے وصال تک چار ہی تکبیرات کہا کرتے تھے۔*

مذہبِ احناف سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ کیجیے!

# نمازِ جنازہ
# میں سورتِ فاتحہ پڑھنے کا حکم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

احناف کے نزدیک نماز جنازہ میں کوئی قرأت نہیں اس لیے قرأت کے طور پر سورتِ فاتحہ پڑھنا درست نہیں البتہ چوں کہ نمازِ جنازہ میں حمد وثنا ہے اور سورتِ فاتحہ بھی حمد وثنا پر مشتمل ہے اس لیے اگر کوئی شخص پہلی تکبیر کے بعد سورتِ فاتحہ کو حمد وثنا کی نیت سے پڑھے تو اس کی گنجائش ہے، اور جن صحابہ کرام سے نمازِ جنازہ میں سورتِ فاتحہ پڑھنا ثابت ہے تو احناف کے نزدیک اس سے یہی مراد ہو سکتا ہے۔

ا: موطا امام مالک میں ہے:

٥٤١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لا يَقْرَأُ فِي الصَّلاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

ترجمہ: امام نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نمازِ جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

۲: مصنف ابن ابی شیبہ:

١١٥٢٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لا يَقْرَأُ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْمَيِّتِ.

ترجمہ: امام نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نمازِ جنازہ میں قرات نہیں کرتے تھے۔

۳: مصنف ابن ابی شیبہ:

١١٥٢٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ كَانَ لاَ يَقْرَأُ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْمَيِّتِ.

ترجمہ: امام ایوب فرماتے ہیں کہ امام محمد تابعی نمازِ جنازہ میں قرات نہیں کرتے تھے۔

۴: مصنف ابن ابی شیبہ:

١١٥٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى وَغُنْدَرٌ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَقَالَ: مَا كُنْت أَحْسَبُ أَنَّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ تُقْرَأُ إِلاَّ فِي صَلاَةٍ فِيهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ.

ترجمہ: حضرت ابوالمنہال کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوالعالیہ تابعی سے نمازِ جنازہ میں سورت فاتحہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ سورتِ فاتحہ تو رکوع اور سجدے والے نماز ہی میں پڑھی جاتی ہے۔

ذیل میں مصنف ابن ابی شیبہ سے مزید ۸ تابعین کرام سے اس کا ثبوت ذکر کیا جاتا ہے:

١١٥٢٥- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْد هَلْ يُقْرَأُ عَلَى الْمَيِّتِ شَيْءٌ ؟ قَالَ: لا .

١١٥٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ أَقْرَأُ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ قَال: لا تَقْرَأْ.

١١٥٢٧- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَطَاءً عَنِ الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ فَقَالَ: مَا سَمِعَنا بِهَذَا إِلا حَدِيثًا.

١١٥٢٨- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَعَنْ أَبِي الْحَصِينِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالا: لَيْسَ فِي الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ.

١١٥٢٩- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَمْعَةَ، عَنِ ابْنِ طَاوُس، عَنْ أَبِيهِ وَعَطَاءٍ أَنَّهُمَا كَانَا يُنْكِرَانِ الْقِرَاءَةَ عَلَى الْجِنَازَةِ.

١١٥٣٠- حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سُوَيْد، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ: لا أَعْلَمُ فِيهَا قِرَاءَةً.

١١٥٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَعْقِلٍ قَالَ: سَأَلْتُ مَيْمُونًا عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ، أَوْ صَلاَةٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ؟ قَالَ: مَا عَلِمْت.

١١٥٣٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَير قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَارَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ سَالِمًا فَقُلْت: الْقِرَاءَةُ عَلَى الْجِنَازَةِ؟ فَقَالَ: لا قِرَاءَةَ عَلَى الْجِنَازَةِ.

باہمی رشتے اور تعلقات خوشگوار بنانے کے لیے مطالعہ کیجیے!!

# بدگمانی کے اسباب اور ان کا حل

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

# جامع ترین نصیحت

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ؛ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ،
وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا،
وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا

(صحیح البخاری حدیث:6064)

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

بد گمانی سے بچو کیوں کہ یہ نہایت ہی جھوٹی بات ہے، اور دوسروں کے عیبوں کی جستجو نہ کرو، کسی کے راز جاننے کی ٹوہ میں نہ لگو، آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں قطع تعلق نہ کرو، آپس میں بغض نہ رکھو، اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کے رہو۔

## بد گمانی کی حقیقت:

کسی ٹھوس دلیل کے بغیر کسی مسلمان کے بارے میں بُرا خیال دل میں لانے کو بد گمانی کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس سے منع فرمایا ہے، اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی ہمیں یہ درس دیا گیا ہے کہ ہم دوسرے مسلمان کے بارے میں اچھا گمان رکھیں، چنانچہ حدیث میں ہے:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ؛ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا۔

(صحیح البخاری حدیث: 6064)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

بد گمانی سے بچو کیوں کہ یہ نہایت ہی جھوٹی بات ہے، اور دوسروں کے عیبوں کی جستجو نہ کرو، کسی کے راز جاننے کی ٹوہ میں نہ لگو، آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں قطع تعلق نہ کرو، آپس میں بغض نہ رکھو، اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کے رہو۔

آج اگر معاشرے میں نگاہ دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ اسی بے جا بد گمانی کی وجہ سے نہ جانے کتنے خون کے رشتے کمزور سے کمزور ہوتے چلے گئے ہیں، کتنے تعلقات بگڑ چکے ہیں، کتنے فسادات نمودار ہو چکے ہیں، کتنی نفرتیں پھیل چکی ہیں، کتنی عداوتیں دلوں میں پیوست ہو چکی ہیں، کتنے گھر اُجڑ چکے ہیں؛ اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہی بد گمانی ہے۔

### سوچ اور حقیقت میں فرق:

یہ بات بھی سمجھنا اہم ہے کہ بہت سے مواقع میں ہم بے بنیاد سوچوں کا سہارا لے کر حقائق کو نظر انداز کر کے فیصلے کر رہے ہوتے ہیں، دوسروں کے بارے میں بے بنیاد رائے قائم کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ ان خیالات کا حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوا کرتا، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہمیں خصوصاً دوسروں سے متعلق زیادہ گمان قائم کرنے سے منع فرمایا ہے کیوں کہ یہی اندازے دوسروں سے متعلق بد گمانی کا سبب بنتے ہیں جو کہ بذاتِ خود قرآن و حدیث اور عقل دونوں اعتبار سے مذموم ہونے کے ساتھ

ساتھ ایک بلا دلیل حرکت ہے، کیوں کہ دوسروں سے متعلق بُرا گمان قائم کرنے کے لیے دلیل اور ثبوت کا ہونا ضروری ہے۔اس لیے ایسا کرنے سے پہلے سوچ لیا جائے کہ اگراللہ تعالیٰ نے قیامت میں مجھ سے اس سوچ کی دلیل مانگ لی تو میرے پاس کیا جواب ہوگا؟؟اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص میرے بارے میں ایسی کوئی غلط سوچ قائم کرلے تو میرا ردعمل کیا ہوگا اور مجھ پر کیا بیتے گی!! معلوم ہوا کہ ”ہمیں گمانوں سے زیادہ حقائق پر انحصار کرنا چاہیے۔“ (سورۃ یونس آیت:36، سورۃ الحجرات آیت:12)

## بدگمانی کے اسباب اور ان کا حل

سبب 1: منفی سوچ:

منفی سوچ اور منفی مزاج درحقیقت بدگمانیوں کا سب سے بڑا سبب ہے، کیوں کہ منفی سوچ کا حامل شخص بلاوجہ دوسروں کے بارے میں منفی خیالات ذہن نشین کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ مثبت بات کو بھی منفی رنگ دینے کی کوشش کرتا ہے۔

حل: اس کا حل یہی ہے کہ وہ اپنا مزاج اور اپنی سوچ مثبت بنانے کی بھرپور کوشش کرے اور ہر معاملے میں اس بات کا خصوصی خیال رکھے کہ کہیں بدگمانی نہ ہو جائے، یہی قرآن وسنت کا تقاضا ہے۔

سبب 2: منفی سوچ کے حامل افراد کی صحبت اختیار کرنا:

چوں کہ منفی مزاج لوگ ہر بات کو غلط اور منفی رخ دیتے ہیں، اس لیے ایسے افراد کی صحبت اختیار کرنے سے اس کا اثر انسانی مزاج پر ہو ہی جاتا ہے، اور رفتہ رفتہ انسان ان سے متاثر ہو جاتا ہے اور بالآخر اس کا بھی مزاج منفی بن جاتا ہے، پھر دوسروں کے بارے میں بدگمانی کرنے لگتا ہے۔

حل: ایسے منفی مزاج کے حامل افراد کی صحبت سے دور رہا جائے، اور مثبت مزاج لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے۔

سبب 3: مخالفین کی صحبت اختیار کرنا:

اگر آپ کسی شخص کے مخالفین کے پاس بیٹھتے ہیں تو اس کا بھی یہی اثر ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں ان مخالفین کی بے بنیاد باتیں گھر کر جاتی ہیں جو کہ رفتہ رفتہ اُس شخص کے بارے میں بدگمانی کا سبب بنتی ہیں۔

حل: اس کا حل بھی وہی ہے کہ ایسے افراد سے دور رہا جائے یا کم از کم ان کی باتوں کی طرف توجہ نہ دی جائے بلکہ ان کو اس گناہ سے منع کیا جائے۔

سبب 4: بدگمانی کی تائید مل جانا:

جب آپ کو کسی کے بارے میں بدگمانی ہو رہی ہو اور ایسے میں وہی بات کسی اور کے سامنے بھی بیان کرتے ہیں اور وہ اس کی تائید کر لیتا ہے تو اس سے آپ یہی سمجھتے ہیں کہ مجھے میری سوچ کی تائید مل گئی جس سے میری بدگمانی کو تقویت مل گئی ہے، حالاں کہ اس کے پاس بھی اس بدگمانی کی کوئی دلیل نہیں ہوا کرتی۔

حل: اس طرح کی تائیدات سے متاثر نہ ہوا جائے کیوں کہ یہ بدگمانی کی تائید بدگمانی ہی سے ہو رہی ہوتی ہے جس سے حقائق متاثر نہیں ہوتے۔

سبب 5: غلط فہمیوں کو دور نہ کرنا:

دل میں کسی کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہو جائے تو اسے دور کرنے کی کوشش نہ کرنا یا خود سے ہی کوئی جواب تراش لینا بھی بالآخر بدگمانیوں کا سبب بنتا ہے۔

حل: اس کا حل یہی ہے کہ اگر کسی کے بارے میں کسی معاملے میں غلط فہمی پیدا ہو جائے تو اس کے ازالے کی کوشش کی جائے اور جب تک ازالہ نہ ہو اس سے متعلق کوئی رائے قائم نہ کی جائے۔

سبب 6: دلائل کی بجائے ظاہری علامات پر فیصلہ کرنا:

ظاہری علامات اور دلائل میں واضح فرق ہے، جبکہ بدگمانی کے لیے دلائل کی ضرورت ہوا کرتی

ہے، کیوں کہ بد گمانی تو عام طور پر ہوتی ہی ہے کسی ظاہری علامت کی بنیاد پر۔
حل: اپنا مزاج ایسا بنایا جائے کہ ہر فیصلہ ٹھوس دلائل کی بنیاد پر ہو۔

## سبب 7: کسی ایک واقعی غلطی کی بنا پر تمام امور سے متعلق بد گمان ہو جانا:

حل: اگر کسی کا ایک جرم ثابت ہو بھی جائے تو اس سے تو یہ ہر گز لازم نہیں آتا کہ وہ باقی امور میں بھی غلط ہی ہو گا، اس لیے ہر بات کے لیے دلیل ہی کی ضرورت ہوا کرتی ہے، جب تک دلیل نہ ہو تو فیصلہ نہ کیا جائے۔

## سبب 8: حقائق سے زیادہ خیالات پر فیصلہ کرنے کی عادت کا ہونا:

بہت سے مواقع میں ہم بے بنیاد سوچوں کا سہارا لے کر حقائق کو نظر انداز کر کے فیصلے کر رہے ہوتے ہیں، دوسروں کے بارے میں بے بنیاد رائے قائم کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ ان خیالات کا حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوا کرتا۔
حل: قرآن کریم نے ہمیں خصوصاً دوسروں سے متعلق زیادہ گمان قائم کرنے سے منع فرمایا ہے کیوں کہ یہی اندازے دوسروں سے متعلق بد گمانی کا سبب بنتے ہیں جو کہ بذاتِ خود قران و حدیث اور عقل دونوں اعتبار سے مذموم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلا دلیل حرکت ہے، کیوں کہ دوسروں سے متعلق برا گمان قائم کرنے کے لیے دلیل اور ثبوت کا ہونا ضروری ہے۔ معلوم ہوا کہ "ہمیں گمانوں سے زیادہ حقائق پر انحصار کرنا چاہیے۔"

## سبب 9: اپنی بد گمانی کے لیے جواز فراہم کرنا:

آپ جب کسی کے بارے میں بد گمانی کر رہے ہوتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ آخر اس کی بھی تو کوئی وجہ ہے۔
حل: بد گمانی دلیل کا تقاضا کرتی ہے، اس کے لیے دلائل فراہم کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ یاد رکھیے

کہ کسی کے بارے میں براخیال اگر معتبر دلائل کی بنیاد قائم ہورہاہو تواس کو بد گمانی نہیں کہتے، بلکہ بد گمانی اس برے خیال کو کہتے ہیں جو بلا دلیل ہو۔

سبب 10: بد گمانی کو ختم کرنے کی بجائے اس کو تقویت دینے کے اسباب جمع کرنا:
حل: ہونا تو یہی چاہیے کہ ہم اس بے دلیل بد گمانی کو ختم کریں، نہ کہ اس کو تقویت دینے کے اسباب جمع کرتے جائیں، بات وہی ہے کہ ٹھوس ثبوت پیش کیا جائے ورنہ تو خاموش رہا جائے اور دل صاف رکھا جائے۔

سبب 11: کسی بد گمانی کو دور کرنے کی بجائے اسی کو دیگر امور کے لیے بنیاد قرار دینااور تقویت دینا:
حل: جب کسی ایک معاملے میں بد گمانی پیدا ہو جائے تو پھر اس طرح کے دیگر امور کے لیے یہ بد گمانی دلیل اور بنیاد کیسے بن سکتی ہے جبکہ یہ خود بھی بلا دلیل ہے، اس پر دیگر بد گمانیوں کی عمارت کیسے تعمیر کی جاسکتی ہے؟؟

سبب 12: بغض، حسد جیسی اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہونا:
حل: یہ برائیاں بھی چوں کہ بد گمانی کا سبب بنتی ہیں اس لیے انھیں دور کرنے کی بھرپور کوشش کی جانی چاہیے۔

سبب 13: گلے شکووں کے حامل مزاج کا ہونا:
حل: گلے شکوے کرتے رہنا بھی بد گمانیوں کا سبب بن جاتا ہے، اس لیے بلاوجہ شکوے شکایات کی عادت نہ بنائی جائے، اور جب شکوہ کیا بھی جائے تو حقائق ہی کی بنیاد پر کیا جائے۔

سبب 14: بد گمانی سے متعلق قرآن وسنت اور آخرت کی جوابدہی مد نظر نہ رکھنا:

حل: قرآن وسنت میں بد گمانی سے متعلق احکام ووعیدوں کو مد نظر رکھا جائے اور کسی کے بارے میں بد گمانی کرنے سے پہلے سوچ لیا جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت میں مجھ سے اس سوچ کی دلیل مانگ لی تو میرے پاس کیا جواب ہو گا؟؟

سبب 15: ہر معاملے میں منفی پہلو اختیار کرنا:

حل: ہر معاملے میں منفی پہلو اختیار کرنا نہایت ہی بے بنیاد حرکت ہے اور دینی اور عقلی اعتبار سے غلط بھی، اس لیے ہم جہاں تک ہو سکے دوسروں کی باتوں کی اچھی توجیہ کر لیا کریں، اس سے اچھا مطلب نکالیں، ظاہر ہے کہ اس کے بہترین نتائج ہی سامنے آ سکتے ہیں، اور ایسے کسی بھی معاملے سے فتنہ بن ہی نہیں سکتا۔(سورۃ النور آیت:12)

سبب 16: اپنے کو اچھا اور نیک سمجھنے کی سوچ:

حل: اپنے کو نیک سمجھنے کی سوچ بھی بالآخر دوسروں کو حقیر قرار دینے پر منتج ہوتی ہے جو کہ بد گمانیوں کا سبب بنتی ہے، اس لیے تواضع اور عاجزی اختیار کی جائے اور اپنے کو اچھا سمجھنے کی سوچ کی اصلاح کی جائے۔

سبب 17: تکبر کا دل میں ہونا:

حل: اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے دوسروں کو حقیر سمجھنا بھی دوسرے کے معاملے میں بد گمانی کا سبب بن سکتا ہے، اس لیے اس کی بھی اصلاح ہونی چاہیے۔

سبب 18: اپنی فکر چھوڑ کر دوسروں کی ٹوہ میں لگا رہنا:

حل: دوسروں کے عیب ڈھونڈتے رہنا بھی بد گمانی کا ایک بڑا سبب ہے، اس لیے اس مزاج کو تبدیل کیا جائے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ دی جائے۔

سبب 19: بے بنیاد احتمال کو یقین کا درجہ دینا:
حل: احتمال کو احتمال ہی رکھا جائے اور شک کو شک ہی رہنے دیا جائے، یقین کے مقابلے میں ان کی کیا حیثیت؟؟

سبب 20: دوہرا معیار رکھنا کہ اپنے بارے میں مثبت سوچ کی توقع رکھنا جبکہ دوسروں کے بارے میں منفی سوچ قائم رکھنا:
حل: احادیث میں ایمانِ کامل کے لیے یہ بات بھی اہم قرار دی گئی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، اس سے اس دوہرے معیار کی نفی ہوتی ہے، اس لیے یہ سوچ لیا جائے کہ اگر کوئی دوسرا شخص میرے بارے میں ایسی کوئی غلط سوچ قائم کرلے تو میرا رد عمل کیا ہوگا اور مجھ پر کیا بیتے گی!!

سبب 21: دوسروں کے معاملات میں تجسس کا مزاج ہونا:
حل: تجسس یعنی جاسوسی سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اس لیے یہ مزاج رکھا ہی نہ جائے، ضرورت کے مواقع کے علاوہ دوسروں کے معاملات کی تفتیش کی ضرورت ہی کیا ہے؟؟

سبب 22: پروپیگنڈے کے مزاج کا حامل ہونا:
حل: جس شخص کا مزاج پروپیگنڈا کرنے والا ہو تو اسے پروپیگنڈے کے لیے کچھ نہ کچھ چاہیے ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ ہر بات کو منفی رنگ دینے کی کوشش بھی کرتا ہے، جس کا نتیجہ دوسروں کے بارے میں بدگمانی کی صورت میں بھی سامنے آتا ہے۔

سبب 23: چغل خوری کی عادت:
حل: چغل خوری کی تفصیل وہی ہے جو پروپیگنڈے کی ہے، یہ تو ہر مسلمان ہی جانتا ہے کہ چغل خوری کس قدر شدید گناہ ہے۔

سبب 24: لوگوں کے پروپیگنڈوں کو حقیقت کی دلیل سمجھنا:

لوگ اگر کسی کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہوں تو ہم سمجھتے ہیں کہ آخر کچھ تو ہوگا ہی، تبھی تو لوگ اس کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

حل: ظاہر ہے کہ یہ بات بلا دلیل ہی ہے، محض لوگوں کا پروپیگنڈا دلیل نہیں بن سکتا۔

25: مخالفت یا مظلومیت میں منفی پہلوؤں کو درست سمجھنا:

حل: اگر کسی نے آپ پر کوئی ظلم کیا ہے یا آپ کا کوئی مخالف ہے تو محض مظلومیت یا مخالفت کی بنیاد پر دوسرے کے خلاف بدگمانی جائز نہیں ہو سکتی۔

سبب 26: غیر اختیاری طور پر دل میں آنے والی بدگمانی کو توجہ دینا:

حل: وسوسے کو وسوسہ ہی رکھا جائے اور شک کو شک ہی رہنے دیا جائے، یقین کے مقابلے میں ان کی کیا حیثیت؟؟ اس لیے ان کی طرف توجہ ہی نہ دی جائے۔

سبب 27: اپنے آپ کو صاحبِ کشف قرار دے کر بدگمانی کو کشف سمجھ کر حقیقت پر محمول کرنا:

بعض لوگ جو اپنے آپ کو نیک یا بزرگ سمجھنے لگتے ہیں تو بسا اوقات وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں کشف بھی ہوتا ہے، پھر وہ اسی کو بنیاد بنا کر دوسروں کے بارے بھی دل میں آنے والی بدگمانی کو کشف خیال کر کے یقین کر لیتے ہیں۔

حل: ظاہر ہے کہ یہ بھی واضح غلطی ہے۔

سبب 28: اپنے آپ کو ذہین سمجھ کر اندازے لگانا اور پھر اس کو حقیقت سمجھنا کہ میرا اندازہ غلط نہیں ہوا کرتا:

حل: آپ چاہے جتنے بھی ذہین ہوں لیکن اندازہ پھر بھی اندازہ ہی ہوتا ہے، اور یہی اندازے تو بسا اوقات

بربادی کی طرف لے جاتے ہیں،اس لیے بدگمانی کے لیے ٹھوس دلیل تلاش کریں۔

بدگمانی کے اسباب اور ان کا حل ذکر کرنے کے بعد بدگمانی کے ازالے کے لیے چند مفید باتیں ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کے ذریعے حُسن ظنّ کی دولت نصیب ہو۔

## دوسروں کے ساتھ مثبت سوچ کی حقیقت اور اس کے ثمرات:

انسان زندگی میں محبت والفت، چین وسکون اور ہمدردی کا خواہاں رہتا ہے، وہ تمام تر تگ ودو اسی لیے کرتا ہے، لیکن یہ ایک بدیہی بات ہے کہ بہت سوں کو یہ مقصد حاصل نہیں ہو پاتا کیوں کہ انہوں نے اپنی سوچ اس قدر منفی بنا رکھی ہوتی ہے کہ وہ پریشانی اور ناکامی ہی کی زندگی گزارتے چلے جاتے ہیں اور اپنے اصل مرض کو پہچان نہیں پاتے۔ حالاں کہ ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ ہم ایک اجتماعی ماحول میں جی رہے ہوتے ہیں، ہم ایک معاشرہ رکھتے ہیں، جہاں صرف ہماری ہی زندگی نہیں ہے بلکہ ہمارے ساتھ پورا کا پورا معاشرہ منسلک ہے، یہاں دوسروں کا لحاظ رکھنا ہوگا، دوسروں کا خیال رکھنا ہوگا۔ اس لیے اگر ہم معاشرے میں بسنے والے دیگر افراد کے لیے اچھی سوچ نہیں رکھیں گے، ان کے ساتھ انصاف، محبت اور ہمدردی والا معاملہ نہیں رکھیں گے تو اس سے جہاں معاشرے کو نقصان ہوگا، معاشرے میں انتشار اور تنازعات پھیلیں گے تو وہاں ہم خود بھی چین وسکون سے زندگی بسر نہیں کر سکتے، ہمیں بھی اس کی پاداش میں انہی نامناسب حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے ذات سے لے کر معاشرے تک محبت، چین وسکون، ہمدردی اور اتحاد جیسی صفات وجود میں لانے کے لیے سب سے پہلے ہمیں اپنی سوچ درست رکھنی ہوگی۔(صحیح البخاری حدیث:2442،57)

دوسروں سے متعلق مثبت سوچ کے چند اہم پہلو:

- ### ہر بات کی مثبت تاویل اور توجیہ کریں:

ایک مؤمن ہونے کے ناطے ہم جہاں تک ہو سکے دوسروں کی باتوں کی اچھی توجیہ کر لیا کریں، اس سے اچھا مطلب نکالیں، ظاہر ہے کہ اس کے بہترین نتائج ہی سامنے آسکتے ہیں، اور کسی بھی معاملے سے فتنہ بن ہی نہیں سکتا۔(سورۃ النور آیت:12)

- **ہر کام سے متعلق مثبت پہلو سوچیں:**

جہاں تک ہو سکے ہم دوسروں کے کاموں سے متعلق اچھا گمان رکھیں، جب تک اس کام سے متعلق کسی غلط پہلو کے بارے میں کوئی ٹھوس ثبوت نہ ہو تو عقل کا بھی تقاضا ہے کہ اس سے ہم مثبت پہلو ہی مراد لیں۔(سورۃ الحجرات آیت:12)

- **دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھیں:**

انسان ہونے کے ناطے لوگوں سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں،اس لیے ہمیشہ دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھنا ہی مثبت سوچ ہے کہ ہمیں دوسروں کی خوبیاں نظر آنی چاہیے۔اسی طرح اگر کسی شخص میں بعض غلطیاں ہوں تو ان کی وجہ سے ان کی خوبیوں کی نفی کرنا مثبت سوچ کی علامت ہر گز نہیں ہو سکتی، بلکہ آجکل تو بعض غلطیوں کی وجہ سے پوری زندگی پر قلم پھیر دیتے ہیں جو کہ اس سے بڑھ کر غیر انصافی بات ہے۔

- **نفرتوں سے دور رہیے:**

مثبت سوچ ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ محبت اور خلوص سے پیش آئیں، نفرت سے ہمیشہ دور رہیں۔

- **دوسروں کا معقول عذر تسلیم کریں:**

مثبت سوچ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص ہمارے سامنے کوئی عذر پیش کرتا ہے اور وہ عذر معقول بھی ہو تو اسے قبول کر لینا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ انتقام کی آگ میں ہم تسلیم کرنے سے انکاری رہیں۔(سنن ابن ماجہ حدیث:3718)

- **ہمیشہ دوسروں کی خیر خواہی کا جذبہ رکھیں:**

مثبت سوچ کا مالک مؤمن ہمیشہ دوسروں کی خیر خواہی سوچتا ہے، دوسروں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ رکھتا ہے، وہ کبھی بھی دوسروں کے لیے بُرا ہر گز نہیں سوچتا، چاہے وہ اپنا ہو یا پرایا؛ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ رکھتا ہے۔(صحیح البخاری حدیث:2442، 57)

- **حسد سے اجتناب کریں:**

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کسی کی نعمت، کمال یا خوبی کی وجہ سے کسی کے ساتھ حسد نہ کریں کہ ہم سے کسی کی کوئی نعمت برداشت ہی نہ ہو اور اسی فکر میں رہیں کہ کسی طرح دوسروں سے یہ نعمت چھن جائے، بلکہ ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کی نعمت دیکھ کر خوش ہوں، ان کا اعتراف کریں، ان کے لیے مزید برکت کی دعا کریں۔ افسوس کہ ہمارے معاشرے میں حسد کا یہ عنصر نہایت ہی زیادہ ہے۔
(صحیح البخاری حدیث: 6064)

- **اختلاف رائے کو دشمنی کا ذریعہ نہ بنائیں:**

ہمیں چاہیے کہ ہم باہمی اختلاف رائے کو اسی حد تک رکھیں، اس کو دشمنی اور مخالفت کا ذریعہ نہ بنائیں، اس کی وجہ سے تعلقات اور محبتوں میں کمی نہ لائیں، کیوں کہ رائے کا مناسب اختلاف کوئی عیب نہیں، اس لیے ہر جگہ بلاوجہ اپنی ہی رائے پر ڈٹ جانا اور رائے سے اختلاف کرنے والوں کو ملامت کرنا اچھی خوبی نہیں۔

- **قبل از وقت فیصلہ نہ کریں:**

جب بھی انسان کے سامنے کوئی بات آئے تو وہ اس کا مکمل جائزہ لے، پوری حقیقت سے باخبر ہو جائے، پھر اس کے بعد رائے قائم کرے، کوئی فیصلہ کرے۔ اس خوبی کی بدولت انسان بہت سے نقصانات سے محفوظ رہتا ہے۔

مذہبِ احناف سے متعلق غلط فہمی کے ازالہ کے لیے مطالعہ کیجیے

# نماز میں
# ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

## نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا:

نماز میں مردوں کے لیے قیام کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

احناف کا یہ مذہب متعدد دلائل سے ثابت ہے:

1) «السنن الكبرى للإمام البيهقي» میں ہے کہ:

2435- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْفَقِيهُ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الْحَافِظُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِى زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ زَيْدٍ السُّوَائِيُّ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِى الصَّلاَةِ وَضْعَ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ.

2436- وَرَوَاهُ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَمَا أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلاَةِ وَضْعَ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

2) «سنن أبي داود» میں ہے کہ:

756 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رضى اللّٰهُ عنه قَالَ: اَلسُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِى الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

(«موسوعة الكتب الستة» دار السلام رياض عرب)

3) «سنن الدار قطني» میں ہے کہ:

9: حدثنا يعقوب بن إبراهيم البزاز: ثنا الحسن بن عرفة: نا أبو معاوية عن

عبد الرحمن بن إسحاق ح: وحدثنا محمد بن القاسم بن زكريا المحاربي: ثنا أبو كريب: ثنا يحي بن أبي زائدة عن عبد الرحمن بن إسحاق: ثنا زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفة عن علي رضي الله عنه قال: إن من السنة في الصلاة وضع الكف على الكف تحت السرة.

10: حدثنا محمد بن القاسم: ثنا أبو كريب: ثنا حفص بن غياث عن عبد الرحمن بن إسحاق عن النعمان بن سعد عن علي أنه كان يقول: إن من سنة الصلاة وضع اليمين على الشمال تحت السرة.

4) «مسند أحمد» میں ہے کہ:

875: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَسَدِيُّ لُوَيْنٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَي بْنُ أَبِي زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ مِنْ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعَ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ.

5) «مصنف ابن أبي شيبة»

٣٩٦٦: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ السُّوَائِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلاَةِ وَضْعُ الأَيْدِي عَلَى الأَيْدِي تَحْتَ السُّرَرِ.

پانچ کتبِ احادیث سے سات احادیثِ مبارکہ ذکر کی گئی ہیں، ان سات احادیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

فائدہ: یہ یاد رہے کہ امت کے جمہور محدثین کا مذہب یہ ہے کہ جب کسی بات سے متعلق کوئی صحابی یوں ارشاد فرمائے کہ "یہ سنت ہے" تو وہ مرفوع حدیث ہی کے حکم میں ہوا کرتی ہے، یعنی اس سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہی ہوا کرتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

1: «شرح النووي على صحيح مسلم» میں ہے کہ:

وأما اذا قال الصحابى: أمرنا بكذا أو نهينا عن كذا أو من السنة كذا فكله مرفوع على المذهب الصحيح الذى قاله الجماهير من أصحاب الفنون.

2: «تدريب الراوي للإمام السيوطي» میں ہے کہ:

الثاني: قول الصحابي: أمرنا بكذا أو نهينا عن كذا أو من السنة كذا أو أمر بلال أن يشفع الاذان وما أشبهه كله مرفوع على الصحيح الذي قاله الجمهور، وقيل ليس بمرفوع. (الثاني قول الصحابي أمرنا بكذا) كقول أم عطية: أمرنا أن لا نخرج في العيدين العواتق وذوات الخدور وأمر الحيض أن يعتزلن مصلى المسلمين. أخرجه الشيخان (أو نهينا عن كذا) كقوله أيضا: نهينا عن اتباع الجنائز ولم يعزم علينا. أخرجاه أيضا (أو من السنة كذا) كقول علي: من السنة وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرة. رواه أبو داود في رواية ابن داسة وابن الأعرابي. (أو أمر بلال أن يشفع الأذان ويؤتر الإقامة. أخرجاه عن أنس (وما أشبهه: كله مرفوع على الصحيح الذي قاله الجمهور) قال ابن الصلاح: لأن مطلق ذلك ينصرف بظاهره إلى من له الأمر والنهي ومن يجب اتباع سنته وهو رسول الله ﷺ. وقال غيره: لأن مقصود الصحابي بيان الشرع لا اللغة ولا العادة، والشرع يتلقى من الكتاب والسنة والإجماع والقياس، ولا يصح أن يريد أمر الكتاب لكون ما في الكتاب مشهورا يعرفه الناس ولا الإجماع لأن المتكلم بهذا من أهل الإجماع ويستحيل أمره نفسه ولا القياس؛ إذ لا أمر فيه، فتعين كون المراد أمر الرسول ﷺ.

ان دونوں عبارات کا یہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہو چکا کہ جب کسی بات سے متعلق کوئی صحابی یوں ارشاد فرمائے کہ ''یہ سنت ہے''تو وہ مرفوع حدیث ہی کے حکم میں ہوا کرتی ہے، یعنی اس سے مراد

حضور اقدس ﷺ کی سنت ہی ہوا کرتی ہے۔اور دلچسپ بات یہ ہے کہ دوسری عبارت میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی مثال دیتے ہوئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث ذکر فرمائی ہے جو اوپر ''سنن ابو داود'' کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے۔

نوٹ: اگر کسی کو شبہ ہو کہ یہ روایت ابو داود شریف کے مروّجہ نسخے میں موجود نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابن داسہ اور امام ابن العربی کی روایت کردہ نسخوں میں موجود ہے اور یہی بات امام سیوطی نے اوپر مذکور عبارت میں اس حدیث کے بعد ارشاد فرمائی ہے، اور صفحہ نمبر 1 میں ابو داود شریف کی حدیث کے ساتھ جس عرب کے مکتبہ کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

اس لیے ان تمام احادیث میں سنت سے مراد حضور اقدس ﷺ ہی کی سنت ہے۔

آگے ذکر ہونے والے تین دلائل «مصنف ابن أبي شيبة» سے لیے گئے ہیں، جن میں سے ہر ایک کے ساتھ حدیث نمبر بھی موجود ہے، ساتھ میں یہ بھی یاد رہے کہ یہ کتاب امام ابو بکر عبد اللہ بن ابی شیبہ نے لکھی ہے جو کہ امام بخاری، امام احمد، امام مسلم اور امام ابو داود رحمہم اللہ کے جلیل القدر استاد ہیں:

## حضور اقدس ﷺ سے ثبوت:

3959- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔

## حضرت امام ابراہیم نخعی اور امام ابو مجلز تابعین کرام سے ثبوت:

3960- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلاَةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

3963- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ، أَوْ سَأَلْتُهُ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ، وَيَجْعَلُهَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ.

ترجمہ: حضرت امام ابراہیم نخعی اور امام ابو مجلز جیسے جلیل القدر تابعین فرماتے ہیں کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلاۃ باب وضع الیمین علی الشمال جلد: 2، صفحہ: 320، 322، 324، مکتبہ دار القبلہ و مؤسسۃ علوم القرآن عرب، تحقیق حضرت علامہ عوامہ صاحب)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نماز میں ہاتھ باندھنے سے متعلق مختلف مذاہب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض ائمہ کے نزدیک ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے ہیں، اور یہی بات حضرت علی، حضرت ابوہریرہ، امام ابراہیم نخعی اور امام ابو مجلز سے بھی ثابت ہے اور یہی مذہب امام سفیان ثوری اور امام اسحاق کا بھی ہے۔ پھر انہوں نے اس مذہب کے دلائل ذکر فرمائے، ملاحظہ فرمائیں:

وقال آخرون: وضع الأيدي على الأيدي تحت السرة. روي هذا القول عن علي بن أبي طالب وأبي هريرة وإبراهيم النخعي وأبي مجلز. حدثنا إسماعيل بن قتيبه قال ثنا أبو بكر قال ثنا أبو معاويه عن عبد الرحمن بن إسحاق عن زياد بن زيد عن أبي جحيفه عن علي قال: من سنة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرة. حدثنا موسي بن هارون قال ثنا يحيي بن عبد الحميد قال ثنا عبد الواحد بن زياد عن عبد الرحمن بن إسحاق عن سيار أبي الحكم عن أبي وائل عن أبي هريرة قال: من السنة أن يضع الرجل يده اليمني على اليسرى تحت السرة في الصلاة. وبه قال سفيان الثوري وإسحاق. وقال إسحاق: تحت السرة أقوى في الحديث وأقرب إلى التواضع. (الأوسط للإمام ابن منذر)

امام ترمذی رحمہ اللہ جامع الترمذی میں فرماتے ہیں کہ:

٢٥٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَؤُمُّنَا، فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ». وَفِي البَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَغُطَيْفِ بْنِ الحَارِثِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ. حَدِيثُ هُلْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ، وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ، وَرَأَى بَعْضُهُمْ: أَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ، وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ.

یعنی کہ حضرات صحابہ اور تابعین کرام میں سے بعض ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں جبکہ بعض دیگر ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں، اور یہ دونوں صورتیں ان کے نزدیک درست ہیں۔

اس عبارت میں امام ترمذی نے سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہی نہیں فرمایا، جبکہ ناف کے اوپر (جیسا کہ آجکل حرمین شریفین کے ائمہ کرام کرتے ہیں کہ سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے ہیں) اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے دو مذاہب ذکر فرمائے اور دونوں کو درست فرمایا، گویا کہ دونوں میں سے کسی بھی مذہب کو غلط نہیں کہا جاسکتا بلکہ جانبین کے ائمہ کرام کے پاس اپنے اپنے موقف کے بارے میں مضبوط دلائل موجود ہیں۔ جامع الترمذی کی یہ عبارت یقیناً ان حضرات کی غلط فہمی کا ازالہ بھی ہے جو کہ سمجھتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت کے خلاف یا غلط ہے۔

## ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی عقلی توجیہ:

نماز در حقیقت اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا بہترین ذریعہ ہے، اس لیے قیام کے دوران ایسی حالت ہونی چاہیے جس سے اللہ کی تعظیم اور بندے کی عاجزی کا بہتر طریقے سے اظہار ہوتا ہو، اور اگر غور کیا جائے تو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں تعظیم کا پہلو زیادہ ہے، جیسا کہ دنیا میں بھی مشاہدہ ہے، اس لیے ناف

کے نیچے ہاتھ باندھنا اللہ کی تعظیم اور بندے کی عاجزی کے اظہار کی بہترین مناسب صورت ہے۔

## ایک غلط فہمی کا ازالہ:

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ چاروں ائمہ کرام کے مابین بلکہ حضرات صحابہ کرام کے دور سے اختلافی رہا ہے لیکن یہ اختلاف جائز ناجائز کا نہیں بلکہ افضل اور غیر افضل ہونے کا ہے، اس لیے اس کو باہمی تنازع اور انتشار کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے جیسا کہ آجکل بعض حضرات اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور دوسروں کی نماز کو غلط یا سنت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ واضح رہے کہ تمام ائمہ کرام اپنے موقف پر دلائل رکھتے ہیں، اس لیے اس معاملے میں باہمی احترام اور وسعتِ قلبی کا مظاہرہ ہی ہونا چاہیے جیسا کہ آج تک ائمہ اربعہ کے پیروکاروں میں اس کا مشاہدہ ہوتا آرہا ہے، احناف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں، جس کے لیے ان کے پاس معقول اور معتبر دلائل ہیں، اس لیے وہ اسی کی پیروی کرتے ہیں۔

## خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سے متعلق احناف کا مذہب حضور اقدس ﷺ سے، اور حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما جیسے اکابر صحابہ کرام سے، اور امام ابراہیم نخعی، امام ابو مجلز اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے جلیل القدر تابعین سے، اور امام اسحاق اور امام سفیان ثوری رحمہما اللہ جیسے ائمہ کرام سے ثابت ہے الحمد للہ۔

مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

6 شوال 1439ھ \ 21 جون 2018

تراویح سے متعلق غلط فہمی کے ازالے کے لیے مطالعہ کیجیے

# حضور اقدس ﷺ سے بیس رکعات نمازِ تراویح کا ثبوت

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

## نمازِ تراویح احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

صحیح بخاری میں ہے:

۲۰۰۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِرَمَضَانَ: مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں کو قیام کیا تو اس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

اس حدیث میں رمضان میں راتوں کی عبادت کی خصوصیت کے ساتھ ترغیب دی گئی ہے، جس سے تراویح کا ثبوت واضح ہے، جیسا کہ امت کے جلیل القدر محدث امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں بھی اس حدیث کا ذکر فرمایا ہے اور صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے کہ "باب التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ" کہ قیامِ رمضان یعنی تراویح کی ترغیب کا بیان، گویا کہ امام نووی رحمہ اللہ یہی فرمانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث میں قیامِ رمضان سے خصوصیت کے ساتھ تراویح مراد ہے۔

اس سے ان حضرات کا بھی بخوبی جواب ہو جاتا ہے جو کہ سمجھتے ہیں کہ تراویح امت میں کوئی نماز ہی نہیں کیوں کہ جب امام نووی رحمہ اللہ تراویح کا لفظ استعمال فرما رہے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح امت میں ایک معروف نام رہا ہے جس سے ہر ایک واقف تھا، اور امام نووی رحمہ اللہ کی اس بات کی پوری امت میں کسی نے تردید نہیں کی، جو اس بات سے اتفاق کی واضح دلیل ہے۔ ظاہر کہ امت کے جلیل القدر ائمہ کی تشریحات کو ترک کر کے ان حضرات کی بات کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟؟

۱۸۱۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

(صحيح مسلم، باب التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ)

اسی طرح امت کے دیگر جلیل القدر محدثین نے بھی اس حدیث سے تراویح مرادلی ہے جیسا کہ صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''اس حدیث میں قیامِ رمضان سے تراویح مراد ہے جس کے مستحب (یعنی سنت ہونے) پر علما کا اتفاق ہے۔''

تراویح پر اہل علم کے اتفاق سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ تراویح ایک مستقل نماز ہے، جس کو اہل علم نے تسلیم کیا ہے:

قوله ﷺ: «من قام رمضان إيمانا واحتسابا» معنى «إيمانا»: تصديقا بأنه حق مقتصد فضيلته، ومعنى «احتسابا»: أن يريد الله تعالى وحده لا يقصد رؤية الناس ولا غير ذلك مما يخالف الإخلاص، والمراد بقيام رمضان صلاة التراويح، واتفق العلماء على استحبابها.

2: سنن النسائی میں ہے کہ:

٢٢٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ سَمِعَهُ أَبُوكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بَيْنَ أَبِيكَ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ: نَعَمْ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیے ہیں جبکہ میں

نے تمھارے لیے رمضان کی راتوں کو قیام سنت قرار دیا ہے۔

یہ حدیث بھی تراویح کی نماز کا واضح ثبوت ہے کیوں کہ اس میں خصوصیت کے ساتھ قیامِ رمضان کو سنت قرار دیا گیا ہے اور یہی ہمارا موقف ہے کہ تراویح سنت ہے۔ جبکہ تہجد کے بارے میں احادیث میں ایسی کوئی صراحت نہیں ملتی،اس لیے علمائے امت نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔

صحیح ابن حبان میں ہے کہ :

٣٤٣٨- عن عيسى بن طلحة قال : سمعت عمرو بن مرة الجهني قال : جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: يا رسول الله، أرأيت إن شهدت أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله وصليت الصلوات الخمس وأديت الزكاة وصمت رمضان وقمته فممن أنا؟ قال: «من الصديقين والشهداء».

ترجمہ: ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اگر میں اللہ کی توحید اور آپ کی رسالت کی گواہی دوں، پانچ وقت نماز ادا کیا کروں، زکوۃ ادا کیا کروں، رمضان کے روزے رکھا کروں اور رمضان کی راتوں کو قیام یعنی عبادت کیا کروں تو کن لوگوں میں میرا شمار ہو گا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ صدیقین اور شہدا میں سے۔

اس حدیث میں رمضان کی راتوں کے قیام کو مستقل طور پر ذکر فرما کر تراویح کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے۔

مستدرک حاکم میں ہے:

١٦٠٨ - أخبرنا عبد الله بن محمد البلخي ببغداد ثنا أبو إسماعيل السلمي ثنا عبد الله بن صالح حدثني معاوية بن صالح حدثني أبو طلحة بن زياد الأنصاري قال: سمعت النعمان بن بشير على منبر حمص يقول : قمنا مع رسول الله ﷺ في شهر رمضان ليلة ثلاث و عشرين إلى ثلث الليل ثم قمنا معه ليلة خمس و عشرين إلى نصف الليل ثم قمنا معه ليلة سبع و عشرين إلى نصف الليل ثم قمنا معه ليلة سبع و عشرين حتى ظننا أن لا ندرك الفلاح وكنا

نسميها الفلاح و أنتم تسمون السحور.

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ رمضان کی تئیسویں شب کو تہائی رات تک نماز ادا کی، پھر پچیسویں شب کو آدھی رات تک نماز ادا کی، پھر ستائیسویں شب کو رات کے آخری پہر تک نماز ادا کی حتی کہ ہمیں سحری کا وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہونے لگا۔

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجه، وفيه الدليل الواضح أن صلاة التراويح في مساجد المسلمين سنة مسنونة، وقد كان علي بن أبي طالب يحث عمر رضي الله عنهما على إقامة هذه السنة إلى أن أقامها.

کہ یہ حدیث صحیح ہے اور امام بخاری کی شرائط کے مطابق ہے۔ اور اس میں واضح دلیل ہے کہ مساجد میں ادا کی جانے والی تراویح کی نماز سنت ہے۔

یہ حدیث اور اس کے متعلق ایک جلیل القدر امام کی تصریح بھی تراویح کی نماز کا واضح ثبوت ہے۔

## بیس رکعات تراویح کا ثبوت:

رمضان کی راتوں میں بیس رکعارت تراویح کا ثبوت حضور ﷺ سے بھی ہے اور اکابر صحابہ کرام سے بھی، اس سے جہاں تراویح کا ثبوت ہوتا ہے وہیں بیس رکعات کا بھی ثبوت ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

### بیس رکعات تراویح کا ثبوت حضور اقدس ﷺ سے:

### حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

ا۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ:

٧٧٧٤- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ

رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

۲۔ سنن کبریٰ بیہقی میں ہے کہ:

٤٧٩٩- أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

3۔ المعجم الاوسط للطبرانی میں ہے کہ:

٧٩٨- حدثنا أحمد بن يحيى الحلواني قال: حدثنا علي بن الجعد قال: حدثنا أبو شيبة إبراهيم بن عثمان عن الحكم بن عتيبة عن مقسم عن بن عباس: أن النبي ﷺ كان يصلي في رمضان عشرين ركعة سوى الوتر.

٤۔ المعجم الكبير میں ہے:

١٢١٠٢- حدثنا محمد بن جعفر الرازي ثنا علي بن الجعد ثنا أبو شيبة إبراهيم بن عثمان عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس قال: كان النبي ﷺ يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر.

۵۔ مسند عبد بن حمید میں ہے کہ:

٦٥٣ - حدثني أبو نعيم قال حدثني أبو شيبة عن الحكم عن مقسم عن بن عباس قال : كان رسول الله ﷺ يصلي في رمضان عشرين ركعة ويوتر بثلاث.

٦۔ کتاب "جزء من حديث أبي الحسن محمد بن طلحة النعالي" میں ہے کہ:

٣٣- حدثنا أبو حفص عمر بن أحمد بن محمد بن حمة الخلال ثنا حامد بن محمد البلخي ثنا منصور بن أبي مزاحم ثنا شيبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس قال كان رسول الله ﷺ يصلي في شهر رمضان عشرين ركعة والوتر.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت فرمودہ ان چھ احادیث سے یہی بات ثابت

ہوتی ہے کہ حضور ﷺ رمضان میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔

## حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت:

تاریخ جرجان میں ہے کہ:

٥٥٦- أبو الحسن علي بن محمد بن أحمد بن عبد الله الفقيه الشافعي الزاهد جرجاني كان يعرف بأبي الحسن القصري ينزل بباب الخندق وتوفي في الجامع يوم الجمعة عند المحراب العتيق بعد الصلاة يوم عاشوراء سنة ثمان وستين وثلاثمائة روى عن عبد الرحمن بن عبد المؤمن وعاصم بن سعيد وأحمد بن عبد الكريم والبغوي وابن صاعد وابن أبي داود وغيرهم حدثنا أبو الحسن علي بن محمد بن أحمد القصري الشيخ الصالح رحمه الله حدثنا عبد الرحمن بن عبد المؤمن العبد الصالح قال أخبرني محمد بن حميد الرازي حدثنا عمر بن هارون حدثنا إبراهيم بن الحناز عن عبد الرحمن عن عبد الملك بن عتيك عن جابر بن عبد الله قال خرج النبي ﷺ ذات ليلة في رمضان فصلى الناس أربعة وعشرين ركعة وأوتر بثلاثة.

ترجمہ: حضور ﷺ رمضان کی ایک رات تشریف لائے اور صحابہ کو چوبیس رکعات (یعنی چار فرض + بیس تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائی۔

ان سات احادیث سے تراویح ہی ثابت ہوتی ہے اور یہی مطلب امت کے جمہور اہل علم نے مراد لیا ہے، جبکہ اس سے تہجد کسی نے بھی مراد نہیں لیا۔

## بیس رکعات تراویح کی روایات کی اسنادی حیثیت:

ما قبل میں بیان شدہ احادیث معتبر اور قابل قبول ہیں جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ان احادیث کے تمام راوی معتبر اور قابل اطمینان ہیں،اور جن راویوں پر کلام کیا جاتا ہے وہ راوی بھی معتبر ہیں۔تفصیل کے لیے دیکھیے: اعلاء السنن۔

2۔ان احادیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے کہ امت نے ان کو قبول کیا ہے اور انھی کے مطابق امت کا عمل رہا ہے حتی کہ چاروں ائمہ کرام کا عمل بھی انھی پر رہا ہے۔اور اصولِ حدیث میں سے ایک معتبر اصول یہ ہے کہ جب کسی حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے اور امت کا عمل اسی کے مطابق ہو جائے تو وہ صحیح شمار ہوتی ہے اگرچہ وہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہی کیوں نہ ہو، بلکہ تواترِ عملی کی وجہ سے اس کی سند سے بحث ہی نہیں کی جاتی۔دیکھیے تدریب الراوی ودیگر کتب اصول حدیث۔گویا کہ یہ عین ممکن ہے کہ ایک حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو لیکن امت کے تلقی بالقبول اور تواتر عملی کی وجہ سے وہ حدیث معتبر اور قابل قبول قرار پاتی ہے، جیسا کہ جامع الترمذی سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے متعدد احادیث پر ضعف کا حکم بھی لگایا لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ بَعْدَهُمْ یا: وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، جس کا معنی ہی یہی ہوتا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن صحابہ وتابعین میں سے اکثر اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے۔اس سے ان حضرات کی غلطی کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے جو حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے یا معتبر ہونے اور نہ ہونے کا سارا دارومدار سند کو بناتے ہیں۔

3۔ان احادیث کی تائید حضرات خلفائے راشدین اور حضرات صحابہ کرام کے عمل سے بھی ہوتی ہے کہ انھوں نے بھی بیس رکعات تراویح ادا فرمائی۔

مبین الرحمٰن
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

ایک معاشرتی برائی کی اصلاح پر مبنی فکر انگیز تحریر

# گلی کوچوں میں کھڑے ہونے والے

# بھائیوں کے نام!!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

# گلی کوچوں میں کھڑے ہونے والے بھائیوں کے نام!!

پیارے بھائیو! الحمد للہ کہ ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمان معاشرے میں جیتے ہیں، مسلمان معاشرہ چوں کہ خوبیوں اور اچھائیوں کا مجموعہ ہوتا ہے اس لیے اس کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ہر قسم کی بُرائی سے پاک رہنے کی کوشش کرتا ہے، وہ برائی کو برداشت نہیں کر سکتا۔آج ہمارے معاشرے میں بہت سی بُرائیاں جنم لے رہی ہیں، یہ بُرائیاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہیں، ان کی وجہ سے معاشرہ رفتہ رفتہ بگڑ جاتا ہے۔ معاشرے میں ان بُرائیوں کے پھیلنے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک بُرائیوں کو دیکھ کر خاموش تماشائی بنا ہوا ہے، کوئی ان کی روک تھام کے لیے سنجیدگی کے ساتھ فکر مندی کے لیے تیار نہیں، حالاں کہ قرآن واحادیث کی روشنی میں ہمارا یہ طرزِ عمل ہر گز درست نہیں، بلکہ ہر ایک کو اپنی استطاعت کے مطابق حکمت وبصیرت، خیر خواہی اور دل سوزی کے ساتھ ان کی روک تھام کے لیے ایمانی غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔عزیز بھائیو! معاشرے کی انھی برائیوں میں سے ایک بُری عادت یہ ہے کہ بہت سے لوگ خصوصًا نوجوان بھائی گلی کوچوں میں بیٹھے رہتے ہیں، گھروں کے باہر کھڑے رہتے ہیں، بلکہ باقاعدہ محفل جماتے ہیں، ہنسی مذاق کرتے ہیں، قہقہے لگاتے ہیں، یہ ان کی عادت بن چکی ہے، حالاں کہ یہ اسلامی اخلاق اور مزاج کے خلاف ہے، یہ ایک باحیا اور مہذّب معاشرے کے لیے بہت بڑا عیب ہے، کیوں کہ:

- اس کی وجہ سے راستے میں آنے جانے والوں کو تکلیف، دشواری اور پریشانی ہوتی ہے، حتی کہ خواتین کے لیے بھی گزرنا مشکل ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ دوسروں کے لیے پریشانی کا ذریعہ بننا مسلمان کی شان ہر گز نہیں ہو سکتی۔
- اس کی وجہ سے بہت سے نوجوان بد نظری جیسے سنگین گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیوں کہ نامحرم اور اجنبی عورتوں کو دیکھنا بڑا گناہ ہے، ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے، اور افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ بعض لوگ گلی کوچوں میں، مدرسے اور اسکول کے باہر اسی

لیے کھڑے ہوتے ہیں کہ وہ نامحرم عورتوں کو دیکھیں، بھائیو! یہ نہایت ہی بُری حرکت اور بڑا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ راستے میں گزرنے والی خواتین ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی طرح ہیں، ان کے احترام کی وجہ سے ہم راستے میں کھڑے ہونے اور بیٹھنے سے پرہیز کریں۔

- اس کی وجہ سے راستے میں گزرنے والی باحیا خواتین کو بڑی پریشانی ہوتی ہے کیوں کہ ان کی حیا اور غیرت یہ گوارہ نہیں کرسکتی کہ راہ چلتے ہوئے کوئی انھیں دیکھے یا وہ ایسے لوگوں کے سامنے سے گزریں۔
- اس کی وجہ سے گھروں میں آنے جانے والی خواتین نظر میں آتی ہیں، حالاں کہ یہ نہایت ہی بے شرمی کی بات ہے کہ ہم اپنے محلے کی خواتین کو دیکھتے رہیں، کیوں کہ محلہ ایک ہونے کی وجہ سے ہمیں ایک دوسرے کے گھروں کی عزت کا احساس زیادہ ہونا چاہیے۔
- ہمارے نوجوان بھائی جب گلی میں کھڑے ہو کر ہنسی مذاق کرتے ہیں، قہقہے لگاتے ہیں، اور۔۔ اللہ معاف فرمائے۔۔ بیہودہ باتیں کرتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور بدزبانی کرتے ہیں، تو یہ پاس سے گزرنے والے لوگوں خصوصًا خواتین کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث ہوتی ہیں، اسی طرح یہی بیہودہ باتیں آس پاس گھروں میں بھی سنائی دیتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ کتنی بُری بات ہے! یہ ایک مسلمان کی حیا اور غیرت کے بھی خلاف ہے۔
- اس کی وجہ سے یہ نوجوان بھائی آس پاس گھروں میں موجود خواتین کی آوازیں بھی باہر سنتے رہتے ہیں، جو کہ کس قدر بے حیائی کی بات ہے! اسی طرح افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ آجکل مسلمان خواتین کی آوازیں گھروں سے باہر آنے لگی ہیں، حالاں کہ ان کی غیرت یہ کیسے گوارہ کرسکتی ہے کہ ان کی آواز گھر سے باہر آئے، ان کی آواز تو گھر ہی میں رہنی چاہیے، یہی اللہ کو پسند ہے۔

- گلی کوچوں میں بیٹھنے اور کھڑے رہنے سے ہمارے نوجوان بھائیوں کا وقت بھی بہت ضائع ہوتا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام وقت ضائع کرنے اور فضول کاموں میں لگنے کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ اپنے وقت کو دینی اور جائز دنیوی کاموں میں لگانا چاہیے۔
- بہت سے نوجوان گلی کوچوں میں کھڑے ہو کر گانے بھی سنتے ہیں، گیم بھی کھیلتے ہیں، فلمیں بھی دیکھتے ہیں، فلموں کی باتیں بھی کرتے ہیں، حیا سوز باتیں بھی کرتے ہیں، اس طرح کے بہت سے غیر شرعی، فضول اور گناہ کے کام کرتے ہیں، حتی کہ نماز کا وقت ہو جاتا ہے لیکن نماز کے لیے بھی نہیں جاتے۔ ہمیں احساس ہونا چاہیے کہ ان کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کس قدر ناراض ہوتا ہے، اور کس قدر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے!
- گلی کوچوں میں کھڑے ہونے والوں کی آوازوں کی وجہ سے گھر والوں کے آرام و راحت پر اثر پڑتا ہے، ان کی نیند خراب ہو جاتی ہے، ان کی عبادات میں خلل آتا ہے، گویا کہ گھر والے ان آوازوں سے بہت تکلیف محسوس کرتے ہیں، اور وہ اس لیے بھی کچھ نہیں کہتے کہ لوگ بات نہیں مانتے بلکہ لڑائی اور بد تمیزی پر اُتر آتے ہیں، بھائیو! کیا یہ مسلمان کی شان ہے؟ یہ تو واضح سی بات ہے کہ دوسروں کو تکلیف دینا گناہ کبیرہ ہے۔
- گلی کوچوں میں کھڑے ہونے والے بہت سے نوجوان آنے جانے والوں کو گھورتے رہتے ہیں، ان پر تبصرہ کرتے ہیں، ان کے عیب نکالتے ہیں، ان کا مذاق اُڑاتے ہیں، عزیز بھائیو! یہ دین کے سراسر خلاف کام ہے۔

ان تمام وجوہات سے معلوم ہوا کہ گلی کوچوں میں اور گھروں کے باہر کھڑے ہونے کے کتنے نقصانات ہیں! اور یہ کتنے گناہوں کا ذریعہ اور مجموعہ بن جاتا ہے! یہ معاشرے کے لیے کتنا بڑا عیب ہے! یاد رکھیے کہ ان نوجوانوں کو اپنی گھر کی وائی فائی کا پاسورڈ دینے والے بھی ان جرائم اور گناہوں میں شریک ہیں۔

اس لیے تمام مسلمانوں خصوصًا اپنے نوجوان بھائیوں سے عاجزانہ گزارش ہے کہ گلی کوچوں اور گھروں کے باہر بیٹھنے اور محفل جمانے سے اجتناب فرمائیں، یہی ہمارے اسلام کا تقاضا ہے، یہی ہماری حیااور غیرت کا تقاضا ہے، اس کی وجہ سے ہم بہت سے گناہوں سے محفوظ ہو جائیں گے، اس سے اللہ تعالیٰ بہت ہی خوش ہو گا۔ اسی طرح والدین، گھروں کے مالکان، اساتذہ کرام اور ائمہ کرام سے بھی مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اس برائی کی روک تھام میں اپنا اہم کردار ادا فرمائیں۔ ہم سب مل کر معاشرے کی حیااور غیرت کی حفاظت کریں اور اخلاق اور تہذیب کا خیال رکھیں۔

اے اللہ! ہمیں ایمانی غیرت نصیب فرما، ہماری آنکھوں کو حیا عطا فرما، ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں ہر قسم کے گناہوں سے بچا۔

مبین الرحمٰن
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

ایک اہم مسئلے سے آگاہی حاصل کیجیے!!

# وضو اور غسل میں کس قدر پانی کا استعمال سنت سے ثابت ہے؟

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

## وضواور غسل میں کس قدر پانی کا استعمال سنت سے ثابت ہے؟

شریعت نے وضواور غسل کے لیے پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں فرمائی، بلکہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے اور اسراف سے بچتے ہوئے وضواور غسل کے لیے جس قدر بھی پانی کافی ہو جائے اس کا استعمال درست ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے لیے عموماً ایک مُدّ (یعنی 796.067 گرام)، اور غسل کے لیے ایک صاع (یعنی 3.184272 کلو گرام) پانی استعمال فرماتے تھے، البتہ بعض روایات میں اس کے علاوہ دیگر مقدار بھی ثابت ہیں۔ احادیث سے ثابت شدہ اس مقدار سے متعلق فقہائے امت فرماتے ہیں کہ یہ کوئی ایسی مقدار نہیں کہ صرف اسی پر عمل کرنا لازم ہو، بلکہ یہ وہ ادنیٰ مقدار ہے جو مسنون وضواور غسل کے لیے عموماً کافی ہوسکتی ہے، البتہ اگر کسی شخص کو مسنون وضو یا غسل کے لیے اس مقدار سے کم پانی کافی ہو جائے یا اس سے زیادہ پانی درکار ہو تو اس مطلوبہ مقدار میں پانی کا استعمال بالکل درست ہے، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وضواور غسل میں تین بار اعضا دھونے کی سنت کے لیے جس قدر بھی پانی کافی ہو جائے تو اس قدر پانی کا استعمال بالکل جائز بلکہ شریعت میں مطلوب ہے۔

اس میں ان حضرات کے لیے بڑی تنبیہ ہے جو وضواور غسل میں پانی ضائع کرتے رہتے ہیں۔
(صحیح مسلم حدیث: 763، 756، 753، 752، 764، ردالمحتار، البحر، محمودیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

- في «صحيح مسلم»:

٧٥٦: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ -وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ- أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَسَعُ ثَلَاثَةَ أَمْدَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ.

٧٦٣: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ ابْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ.

٧٦٢: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا

عَبْدُ الرَّحْمَنِ -يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ- قَالا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيكَ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ. وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ.

٧٦٤ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ كِلاَهُمَا عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ -قَالَ أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ- حَدَّثَنَا أَبُو رَيْحَانَةَ عَنْ سَفِينَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيُوَضِّؤُهُ الْمُدُّ.

- وفي «الأوسط لابن المنذر»:

جاء الحديث عن رسول الله ﷺ أنه كان يغسله الصاع من الماء ويؤضيه المد، ح حدثنا يحيي بن محمد ثنا مسدد ثنا بشر بن المفضل ثنا أبو ريحانه ثنا سفينه مولي أم سلمه قال كان رسول الله ﷺ يغسله الصاع من الماء ويؤضيه المد، وقد روينا في هذا الباب أخبارا سوى هذا الخبر وقد ذكرتها في كتاب السنن وفي الكتاب الذي اختصرت منه هذا الكتاب ذكر إباحة الوضوء والاغتسال بأقل من المد من الماء والصاع وأكثر من ذلك ح حدثنا ابراهيم بن عبد الله أنا يزيد بن هارون أنا حميد عن أنس قال: حضرت الصلاة فقام من كان قريب الدار من المسجد إلى اهله فتوضا وبقي قوم فأتى النبي ﷺ بمخضب من حجاره فيه ماء فوضع كفه فيه فصغر أن يبسط كفه فيه فضم أصابعه فوضعها في المخضب فتوضا القوم جميعا كلهم قال قلنا كم كانوا قال ثمانين رجلا قال أبو بكر في هذا الحديث وفي اغتسال النبي ﷺ وعائشه من أناء واحد وفي قول ابن عمر كان الرجال والنساء في زمان رسول الله ﷺ يتوضؤون في الإناء الواحد دليل على أباحة الوضوء والاغتسال بأقل من الصاع والمد لأن الامر إذا كان هكذا فأخذهم الماء يختلف وإذا اختلف أخذهم الماء دل على أن لا حد فيما يطهر المتوضئ والمغتسل من الماء الا الاتيان على ما يجب الغسل

والمسح وقد يختلف أخذ الناس للماء وقد أجمع اهل العلم بـعلى أن المد من الماء في الوضوء والصاع في الاغتسال غير لازم للناس وكان الشافعي يقول وقد يرفق بالماء القليل فيكفي ويخرق بالكثير فلا يكفي وصدق الشافعي هذا النص قال موجود من أفعال الناس الاقتصاد في الوضوء وترك التعدي فيه...

- وفي «رد المحتار»:

مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل:

قوله (وهو ثمانية أرطال) أي بالبغدادي وهي صاع عراقي وهو أربعة أمداد كل مد رطلان وبه أخذ أبو حنيفة. والصاع الحجازي: خمسة أرطال وثلث وبه أخذ الصاحبان والأئمة الثلاثة، فالمد حينئذ رطل وثلث، والرطل مائة وثلاثون درهما، وقيل: مائة وثمانية وعشرون درهما وأربعة أسباع درهم. وتمامه في الحلية. قلت: والصاع العراقي نحو نصف مد دمشقي، فإذا توضأ واغتسل به فقد حصل السنة.

قوله (وقيل المقصود الخ) الأصوب حذف قيل لما في الحلية أنه نقل غير واحد إجماع المسلمين على أن ما يجزئ في الوضوء والغسل غير مقدر بمقدار. وما في ظاهر الرواية من أن أدنى ما يكفي في الغسل صاع وفي الوضوء مد؛ للحديث المتفق عليه كان ﷺ يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع إلى خمسة أمداد: ليس بتقدير لازم بل هو بيان أدنى القدر المسنون اهـ. قال في البحر :حتى إن من أسبغ بدون ذلك أجزأه، وإن لم يكفه زاد عليه؛ لأن طباع الناس وأحوالهم مختلفة كذا في البدائع اهـ، وبه جزم في الإمداد وغيره.

مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

روزمرہ کی اہم سنتوں سے آگاہی حاصل کیجیے!!

# مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے باہر نکلنے کی سنتیں

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

# مسجد میں داخل ہونے کی سنتیں

1. مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں داخل کرنا۔
2. مسجد میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔
3. مسجد میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھنا۔
4. مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنا: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

گویا کہ ان تینوں کو ملا کر یوں بھی پڑھا جا سکتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، وَالصَّلَاة وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

# مسجد سے باہر نکلنے کی سنتیں

1. مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالنا۔
2. مسجد سے باہر نکلتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔
3. مسجد سے باہر نکلتے وقت درود شریف پڑھنا۔
4. مسجد سے باہر نکلتے وقت دعا پڑھنا: اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

گویا کہ ان تینوں کو ملا کر یوں بھی پڑھا جا سکتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، وَالصَّلَاة وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

## وضاحت:

جوتے یا چپل اتارتے ہوئے پہلے بائیں پاؤں سے اتارنا سنت ہے جبکہ پہنتے وقت پہلے دائیں پاؤں میں پہننا سنت ہے، اس لیے مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں جوتے سے نکالے اور اس کو جوتے پر رکھ دے، پھر دایاں پاؤں جوتے سے نکال کر مسجد میں داخل کر دے تو اس طرح دونوں سنتوں پر عمل ہو جائے گا: ایک جوتے سے بایاں پاؤں نکالنے کی سنت، اور دوم: مسجد میں دایاں پاؤں داخل کرنے کی سنت۔

اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکال کر جوتے پر رکھے، پھر دایاں پاؤں باہر نکال کر جوتے میں داخل کرے تاکہ دونوں سنتوں پر عمل ہو جائے: ایک مسجد سے باہر بایاں پاؤں نکالنے کی سنت، اور دوم: دایاں پاؤں پہلے جوتے میں داخل کرنے کی سنت۔

- سنن ابی داود:

٤٦٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ -يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ- عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ أَوْ أَبَا أُسَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لْيَقُلِ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ».

- سنن الترمذی:

٣١٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الحُسَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الكُبْرَى قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ المَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ»، وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ،

وَقَالَ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ».

- سنن ابن ماجہ:

١٣- بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ:

٧٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُولُ: بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، وَالسَّلامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ.

٧٧٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ ، قَالا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لِيَقُلِ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

- مصنف ابن ابی شیبہ:

٣٤- بِأَيِّ الرِّجْلَيْنِ يَبْدَأُ إِذَا لَبِسَ نَعْلَيْهِ؟

٢٥٤١٦- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى، وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُسْرَى.

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے ابتدا کرے اور جب اتارے تو بائیں پاؤں سے ابتدا کرے۔

- شرح النووی علی صحیح مسلم:

يُسْتَحَبّ الْبَدَاءَة بِالْيُمْنَى فِي كُلّ مَا كَانَ مِنْ بَاب التَّكْرِيم وَالزِّينَة وَالنَّظَافَة وَنَحْو ذَلِكَ كَلُبْسِ النَّعْل وَالْخُفّ وَالْمَدَاس، وَالسَّرَاوِيل وَالْكُمّ، وَحَلْق الرَّأْس وَتَرْجِيله، وَقَصّ الشَّارِب وَنَتْف الْإِبْط، وَالسِّوَاك وَالِاكْتِحَال، وَتَقْلِيم الْأَظْفَار، وَالْوُضُوء وَالْغُسْل، وَالتَّيَمُّم، وَدُخُول الْمَسْجِد، وَالْخُرُوج مِن الْخَلَاء، وَدَفْع الصَّدَقَة وَغَيْرهَا مِنْ أَنْوَاع الدَّفْع الْحَسَنَة، وَتَنَاوُل الْأَشْيَاء الْحَسَنَة، وَنَحْو ذَلِكَ.

(باب استحباب لبس النعال فی الیمنی أولًا والخلع من الیسری أولًا)

- مستدرک حاکم:

٧٩١- حدثنا أبو حفص عمر بن جعفر المفيد المصري: ثنا أبو خليفة القاضي: ثنا أبو الوليد الطيالسي: ثنا شداد أبو طلحة قال: سمعت معاوية بن قرة يحدث عن أنس بن مالك أنه كان يقول: من السنة: إذا دخلت المسجد أن تبدأ برجلك اليمنى، و إذا خرجت أن تبدأ برجلك اليسرى.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سنت ہے کہ تم مسجد میں داخل ہوتے وقت دائیں پاؤں پہلے داخل کرو،اور نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر نکالو۔

- صحیح بخاری:

بَاب التَّيَمُّنِ فِي دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنَى فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرَى.

٤٢٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے داخل کرنے کی فضیلت،اس کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مسجد جاتے تو پہلے دایاں

پاؤں داخل کرتے، اور جب باہر نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالتے۔ اس کے بعد امام بخاری نے وہی عمومی حدیث ذکر فرمائی ہے کہ: حضور ﷺ کو جوتا پہننے، کنگھی کرنے، پاکی حاصل کرنے حتی کہ ہر (شرف اور زینت والے) کام میں حتی الوسع دائیں جانب پسندیدہ تھا۔

- موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے:

دُخُول الْمَسْجِدِ:

يُسْتَحَبُّ التَّيَامُنُ عِنْدَ دُخُول الْمَسْجِدِ وَالْبَيْتِ، وَعِنْدَ الْخُرُوجِ مِنَ الْخَلاَءِ؛ لِمَا رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَال: مِنَ السُّنَّةِ: إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِكَ الْيُمْنَى، وَإِذَا خَرَجْتَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِك الْيُسْرَى فَيُقَدِّمَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى عِنْدَ دُخُول الْمَسْجِدِ وَالْبَيْتِ، وَعِنْدَ الْخُرُوجِ مِنَ الْخَلاَءِ وَيُؤَخِّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى.

مبین الرحمٰن

11 رمضان المبارک 1440

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی